ناشر: ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل (کراچی پاکستان)

۳۰ویں سالانہ

امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۱۰ء

کے انعقاد پر

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل کو

مبارک باد

طالبِ دعا

محمد قمرالدین خان

مہران کمرشل انٹرپرائزز

پلاٹ 1-C1، سیکٹر 21، کورنگی انڈسٹریل ایریا، کراچی

۳۰ ویں سالانہ
امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۱۰ء

بانیٔ ادارہ: مولانا سید محمد ریاست علی قادری رحمۃ اللہ علیہ
بفیضانِ نظر: پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ
اول نائب صدر: الحاج شفیع محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

نوٹ: ادارتی بورڈ کا مراسلہ نگار/مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ (ادارہ)

مرکزی دفتر: 25۔جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل)، صدر، پوسٹ بکس نمبر 7324، جی پی او صدر، کراچی 74400۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان
فون: 32725150-21-92+ فیکس: 3272369-21-92+
برانچ دفتر: 44/f-d، اسٹریٹ 38، سیکٹر F-6/1، اسلام آباد۔ فون: 051-2825587
ای۔میل: imamahmadraza@gmail.com ویب سائٹ: www.imamahmadraza.net

(پبلشر مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی آئی چندریگر روڈ، کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل سے شائع کیا۔)

فہرس

تمہارے ذرّے کے پرتو ستار ہائے فلک

از: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تمہارے ذرّے کے پر تو ستار ہائے فلک
تمہارے نعل کی ناقص مثل ضیائے فلک

اگرچہ چھالے ستاروں سے پڑگئے لاکھوں
مگر تمہاری طلب میں تھکے نہ پائے فلک

سرِ فلک نہ کبھی تابہ آستاں پہنچا
کہ ابتدائے بلندی تھی انتہائے فلک

یہ مٹ کے ان کی رَوِش پر ہوا خود اُن کی روش
کہ نقشِ پاہے زمیں پر نہ صوتِ پائے فلک

تمہاری یاد میں گزری تھی جاگتے شب بھر
چلی نسیم ہوئے بند دید ہائے فلک

نہ جاگ اٹھیں کہیں اہلِ بقیع کچی نیند
چلا یہ نرم نہ نِکلی صَدائے پائے فلک

یہ اُن کے جلوہ نے کیں گرمیاں شب اسرا
کہ جب سے چرخ میں ہیں نقرہ و طلائے فلک

مرے غنی نے جواہر سے بھر دیا دامن
گیا جو کاسۂ مہ لے کے شب گدائے فلک

رہا جو قانعِ یک نانِ سوختہ دن بھر
ملی حضور سے کانِ گہر جزائے فلک

تجملِ شب اسرا ابھی سمٹ نہ چکا
کہ جب سے ویسی ہی کوتل ہیں سبز ہائے فلک

خطابِ حق بھی ہے درباب خلق مِنْ اَجَلِکْ
اگر ادھر سے دمِ حمد ہے صدائے فلک

یہ اہلِ بیت کی چکی سے چال سیکھی ہے
رواں ہے بے مددِ دست آسیائے فلک

رضؔا یہ نعتِ نبی نے بلندیاں بخشیں
لقب زمینِ فلک کا ہوا سمائے فلک

تم ہو سراپا شمعِ ہدایت، محی سنت، اعلیٰ حضرت

تاجدارِ اہلِ سنت، شہزادۂ اعلیٰ حضرت، قطبِ زمانہ، مجددِ عصر، حضور مفتیِ اعظم، مولانا مصطفیٰ رضا قادری نوری قدس سرہٗ العزیز

☆☆

تم ہو سراپا شمعِ ہدایت، محی سنت، اعلیٰ حضرت
تم ہو ضیائے دین و ملت، محی سنت، اعلیٰ حضرت

بحرِ علم و چشمۂ حکمت، محیِ سنّت، اعلیٰ حضرت
ہو دریائے فیض و رحمت، محیِ سنّت، اعلیٰ حضرت

کردی زندہ سنّتِ مردہ، دینِ نبی فرمایا تازہ
مولیٰ مجدّدِ دین و ملت، محیِ سنّت، اعلیٰ حضرت

اس سے راضی رب و نبی ہو، جس سے آقا تم راضی ہو
تم ہو رضائے حضرتِ عزّت، محیِ سنّت، اعلیٰ حضرت

کیوں نہ بجے عالم میں ڈنکا، آپ کے علم و فضل کا آقا
تم نے بجائی دین کی نوبت، محیِ سنّت، اعلیٰ حضرت

مرکزِ حلقۂ اہلِ سنّت، معدنِ علم و فضل و کرامت
منبعِ فیضِ شاہِ رسالت، محیِ سنّت، اعلیٰ حضرت

پھوٹ رہے ہیں تخمِ بدعت، پھول رہی ہے شاخِ ضلالت
رہبرِ امت، شیخِ طریقت، محیِ سنّت، اعلیٰ حضرت

زیرِ قدم تھے ہم جو تمہارے، گویا جنت میں تھے سارے
تم جو سدھارے راہیِ جنت، محیِ سنّت، اعلیٰ حضرت

ہوگئی دنیا دوزخ گویا ہجر کی تپ نے ایسا پھونکا
جلوہ دکھادو دور ہو فرقت، محیِ سنّت، اعلیٰ حضرت

تم وہ مجسم نورِ ہدایت، دور ہے جس کے دم سے ظلمت
ہادیِ ملّت، ماحیِ بدعت، محی سنت، اعلیٰ حضرت

(ماخوذ از گلستانِ اعلیٰ حضرت۔ مرتبہ: احمد بشیر رضوی، گوجرانوالہ ۱۹۸۹ء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سخن ہائے گفتنی

اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت عالم اسلام کی وہ شخصیت ہیں جن کے چشمۂ فیوض و برکات سے ہر خاص و عام سیراب ہو رہا ہے۔ کوئی اس در سے نامراد نہیں لوٹتا، جس کو جو چاہیے ہوتا ہے، وہ اس در سے مانگ لیتا ہے۔ اِس در پر آئے دن نت نئے سوالی اپنا دامن پسارے آتے ہیں اور من کی مرادیں پاتے ہیں۔ اِن نت نئے سوالیوں میں ہر طبقے کے افراد شامل ہیں۔ علماء یہاں آتے ہیں، فضلاء یہاں آتے ہیں، حکماء یہاں آتے ہیں، صلحاء یہاں آتے ہیں۔ نجباء یہاں آتے ہیں، بلغاء یہاں آتے ہیں، ادبا یہاں آتے ہیں شعرا یہاں آتے ہیں۔

وہ جنہیں عصرِ حاضر کے چیلنجز کا سامنا ہے وہ سائنسدان یہاں آتے ہیں، کیمیادان یہاں آتے ہیں، ریاضی دان یہاں آتے ہیں۔

وہ جنہیں دنیا کے دیگر مذاہب اور معاشرے کے ہر سوال کا جواب دینا پڑتا ہے وہ سب ماہرِ دینیات یہاں آتے ہیں، ماہر سماجیات یہاں آتے ہیں، ماہرِ عمرانیات یہاں آتے ہیں، ماہرِ سیاسیات یہاں آتے ہیں۔

وہ جن کے دلوں میں کائنات کے مخفی اسرار کو آشکار کرنے کا شوق جاگزیں ہوتا ہے وہ تمام ماہرینِ طبعیات یہاں آتے ہیں، ماہرِ حیوانیات یہاں آتے ہیں، ماہرِ نباتات یہاں آتے ہیں، ماہرِ ارضیات یہاں آتے ہیں۔

وہ جو شریعت و طریقت کی راہ پر چلنے والوں کی رہنمائی کرنا چاہتے ہیں ایسے رہبرِ طریقت یہاں آتے ہیں، ماہرِ شریعت یہاں آتے ہیں۔ غرض امیر یہاں آتے ہیں فقیر یہاں آتے ہیں۔ گداگر یہاں آتے ہیں گداگر یہاں آتے ہیں۔ اور جن کو بے بسی اور بے کسی اپنا قیدی بنا لیتی ہے ایسے بے بس یہاں آتے ہیں، ایسے بے کس یہاں آتے ہیں۔

یہ ایسا در ہے جو سب کے لیے ہمہ وقت کھلا ہوا ہے ایسا کیوں نہ ہو کہ اس در پر اللہ کے فضل اور اس کے محبوب محمد مصطفےٰ ﷺ کے کرم کی بارشوں کا روز و شب نزول رہتا ہے

احمد رضا کے فیض کا ہے در کھلا ہوا
دن بھر کھلا ہوا ہے یہ شب بھر کھلا ہوا

یہ متذکرہ بالا تمام طبقات کا امام اہلسنّت کے در پر آنا اور اپنی من مانگی مرادوں سے اپنے تہی دامن کو بھر کے لے جانا، یہ صرف عبارت آرائی نہیں ہے بلکہ یہ حقیقت ہے اس میں ذرا بھی مبالغہ نہیں ہے۔ بلکہ ان کے علاوہ اور بہت سے ماہرینِ علوم وفنون اس در والا پر حاضری دیتے ہیں اور صبح قیامت تک دیتے رہیں گے۔ انشاء اللہ۔

☆ مثلاً علماء کے لیے فتاوٰی رضویہ اور سینکڑوں دیگر رسائے تحریر فرمائے۔

☆ حکماء کے لیے امامِ اہلسنّت نے دوام العیش کتاب تحریر فرمائی۔

☆ غیر مسلموں کے ساتھ معاملات پر المحجته المؤتمنه۔

☆ صلحاء وفضلاء کے لیے الیاقوة الواسطة، نقاء السلافه جیسے رسائل تحریر فرمائے۔

☆ ادباء وشعرا کے لیے عربی فارسی اردو کی منثور ومنظوم تخلیقات نمودے از چند بساتین الغفران، حدائقِ بخشش، الزمزمته القمریه وغیرہا۔

☆ تصوف کا ذوق وشوق رکھنے والوں کے لیے کشف حقائق واسرار دقائق، التلطف بجواب التصوف۔

☆ تاریخ دانوں کے لیے اعلام الصحابه، جمع القران وبم عزوه عثمان۔

☆ ماہرانِ طبعیات کے لیے فوزِ مبین، نزولِ آیات فرقان، معین مبین وغیرہا۔

☆ ماہرانِ حیوانات ونباتات وجمادات کے لیے فتاوٰی رضویہ کی اول، دوم، سوم، چہارم جلدیں۔

☆ ماہرانِ نباتات وجمادات کے لیے فتاوٰی رضویہ کی شروع کی چار جلدیں

☆ ماہرانِ عمرانیات وسماجیات کے لیے تدبیر فلاح ونجات واصلاح، خیر الأمال فی الکسب والسوال وغیرہ۔

☆ حساب کے ماہرین کے لیے کلام الفیم فی سلاسل الجمع والتقسیم۔

☆ ریاضی کے ماہرین کے لیے عزم البازی فی جو اهر الریاضی، جداول الریاضی۔

☆ ماہرین جفر کے لیے الثواقب الرضویه علیٰ الکوکب الدریه، الاجوبة الرضویه للمسائل الجفریه۔

☆ ماہرین اخلاقیات کے لیے شرح الحقوق لطرح العقوق، مشعلته الارشاد الیٰ حقوق الاولاد۔

یہ نمونہ کے طور پر کچھ عرض کیا ہے وگرنہ رضویات سے تعلق رکھنے والے حضرات کو امامِ اہلسنّت کے تقریباً تمام علوم وفنون سے آگاہی حاصل ہے۔ محققین امام احمد رضا کا کہنا ہے کہ امام اہلسنت نے ۶۸ سال میں اتنا لکھا ہے کہ اسے سمیٹنا ایک دو اداروں کا کام نہیں۔ بلکہ ہر علم اور ہر فن کے لیے الگ الگ ادارے کی ضرورت ہے تبھی جا کر امام اہلسنّت کے مکمل کام کو منظر عام پر لایا جا سکتا ہے۔ موجودہ دور میں عالمِ اسلام بہت

زیادہ ابتری کا شکار ہے۔ مگر اس زبوں حالی سے نکلنا دشوار نہیں ہے، بہت سہل ہے۔ وہ یوں کہ جس طرح ہم سے پہلے کے مسلمانوں نے اپنے اسلاف کے کارناموں کو اپنے بعد والوں تک پہنچایا، بالکل اسی طرح اس دور کے مسلمان اپنے آباؤ اجداد اپنے بزرگوں کے کارناموں کو اپنی آنے والی نسلوں تک پہنچانے کا کام کریں۔ کیوں کہ یہی وہ سلسلے ہیں جن سے قومیں زندہ رہتی ہیں اور دنیا میں ترقی کرتی ہیں۔ ہمیں ابھی بھی یہ جان لینا چاہیے کہ چلتا پانی ہمیشہ صاف وشفاف رہتا ہے اور ایک جگہ ٹھہر جانے والا پانی خراب اور بدبودار ہو جایا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب احمد مجتبیٰ ﷺ کے صدقہ میں ہم مسلمانوں پر رحم وکرم کی بارشیں نازل فرمائے۔ آمین۔

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی کی روزِ اوّل سے یہی کوشش رہی ہے کہ عالمِ اسلام کے عظیم امام شاہ احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیغام کو زیادہ سے زیادہ عام کیا جائے تاکہ مسلم اُمّہ جن مسائل ومشکلات کا شکار ہے، اس سے نکلنے میں کامیاب ہو سکے اور مسلمان ایک بار پھر اپنا کھویا ہوا وقار پالیں۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی امام احمد رضا کانفرنس ہے جو ادارہ اپنے قیام سے عرسِ اعلیٰ حضرت کے موقع پر منعقد کرتا چلا آرہا ہے۔ اس سال بھی اس کانفرنس کا انعقاد کیا جارہا ہے الحمد للہ، ساتھ ہی سالنامہ "معارفِ رضا" کا خصوصی نمبر بھی شائع کیا جارہا ہے جو صرف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ کے رسائل اور فتاویٰ پر مشتمل ہے۔ امید ہے کہ قارئین کرام ضرور پسند فرمائیں گے۔

قارئینِ کرام! ادارے کے صدر صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری صاحب اور جنرل سیکریٹری پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب گذشتہ سال کافی علیل رہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ ان بزرگ ہستیوں کو اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھیں۔ ساتھ ہی ادارے کے تمام اراکین، حاجی عبداللطیف قادری صاحب، سید ریاست رسول قادری اور پروفیسر دلاور خان نوری، پروفیسر ڈاکٹر حسن امام، سلیم اللہ جندران، اور ادارہ کے تمام اراکین وعملے کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام اراکین کے سائے کو صحت وعافیت کے ساتھ دیر تک سلامتی نصیب فرمائے اور آخری دم تک خدمتِ دین کی سعادت سے بحرور فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ادارہ اپنے تمام دفتری عملے کا بالخصوص اشرف جہانگیر، ندیم احمد قادری نورانی، عمار ضیاء خاں، مرزا فرقان احمد اور شاہنواز قادری کا انتہائی ممنون ومشکور ہے جنہوں نے انتہائی اخلاص ومحنت کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں کو پورا کیا۔ ادارہ دیگر الیکٹرانک وپرنٹ میڈیا کا بھی شکر گزار ہے جس کے باعث پرنٹ میڈیا میں ادارہ کی کارکردگی کی خبریں برابر شائع ہوتی رہتی ہے۔ اس موقع پر ہم محترم پروفیسر محمد آصف خان علیمی صاحب کے بھی شکر گزار ہیں جنہوں نے ہمارے ادارے کی کتب اور معارفِ رضا کی اشاعت کو بروقت ممکن بنایا۔ ہم تمام اراکین، معاونین، مخلص، محبین کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک بار پھر دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

سید حامد سعید کاظمی
وزیر

وزارت مذہبی امور
حکومت پاکستان
نمبر: F.4(12)DDCR/…
اسلام آباد: ۱۶ جنوری ۲۰۱۰ء

پیغام
....

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترمی ومکرمی!

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ!

مجھے یہ جان کر نہایت خوشی اور اطمینان ہوا ہے کہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل ممتاز محدث وفقیہ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں حسبِ سابق اس سال بھی سالانہ کانفرنس کا اہتمام کر رہا ہے۔ ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی طرف سے حضرت امام احمد رضاؒ کی تعلیمات عالیہ کو عام کرنے کی قابل قدر کوششیں، بہرحال لائق تحسین ہیں۔ادارہ ہذا اپنی اس مسلسل کوشش پر بجاطور پر مبارک باد کا مستحق ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ حضرت امام احمد رضاؒ نے اسلامی علوم وفنون کے فروغ میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں ہیں۔آپؒ نے شریعت وطریقت، علوم وفنون اور علم وآگہی کوئی جہتوں سے ہم کنار کیا۔عقیدہ توحید کا کماحقہٗ پرچار کیا اور عشقِ رسول ﷺ نہ صرف عام کیا بلکہ مسلمانوں کو حُبِ رسول ﷺ سے آشنا کیا اور یہ سمجھایا کہ یہی وہ چشمہ ہے جس سے عامۃ الناس کو روحانی جلا نصیب ہوتی ہے جس سے سیرابی ان کے من کو مہکا دیتی ہے۔جوان کو دُنیا وآخرت میں سرخروئی کا سندیسہ دیتی ہے۔

میں ایک مرتبہ پھر ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کو آپؒ کی تعلیمات اور افکار عالیہ کو عام کرنے کی طرف مسلسل راغب رہ کر ہر ممکن کوشش کرنے پر مبارک باد دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا حضرت ممدوحؒ کی تعلیمات وافکار عالیہ کی روشنی میں احوال عامہ کی اصلاح کی مستحسن کوشش جاری رکھے گا۔

میری دعا ہے کہ کانفرنس اپنے مقاصد کے حصول میں کامیاب ہو۔ آمین

(دستخط)
(سید حامد سعید کاظمی)
وفاقی وزیر مذہبی امور

ٹیلیفون: ۹۲۱۴۸۵۶ فیکس: ۹۲۰۵۸۳۳

University of Sindh

JAMSHORO, SINDH - PAKISTAN

Cable: "UNISINDH"
Ph: (022) 2771363
(022) 2771544
Fax: (022) 2771372
Res: (022) 2771193
Fax: (022) 2771246
Email: vc@usindh.edu.pk
drnamughal@hotmail.com

Dr. Nazir A. Mughal
VICE-CHANCELLOR

MESSAGE

I congratulate Idara-e-Tahqeeqat-e-Imam Ahmed Raza International, Karachi to holding the 29th Annual Imam Ahmed Raza International Conference-2010 to pay tribute to the great Muslim Scholar and Philosopher Imam Ahmed Raza Khan Barelvi *(Rehmatullah Allaih).*

Imam Ahmed Raza Barelvi exhibited signs of Divine Providence and intellectual and spiritual genius from a very tender age, he was a theologian, jurist, scientist, mathematician, politician and poet, and he also showed his excellence in the sphere of education. He was founder of Darul-Uloom named, "Darul Uloom Manzar-e-Islam, in Bareli (India), which rendered its services for spiritual and educational development of the Muslims of Subcontinent. He defined his aims of education as to inculcate in students of Obedience to Almighty Allah and love for Prophet Hazrat Muhammad (Peace be upon Him), the spirit of National identity, and to acquire education for the sake of knowledge and welfare of the Muslim Ummah. His thoughts are highly relevant in the present day context, when the government and the society are up against the sectarianism and terrorism.

The proposed conference is an important step in the direction and must play its due role in the promotion of peace and love among Muslims and Pakistanis.

I again congratulate the Patron-in-Chief, President and General Secretary of Idara-e-Tahqeeqat-e-Imam Ahmed Raza International, and wish every success to the conference.

(Prof. Dr. Nazir A. Mughal)
Vice-Chancellor

January 29, 2010

Ph.Off: 0219-9260202
Fax: 0219-9260201

Board of Intermediate Education,
Bakhtiari Youth Centre, North Nazimabad, Karachi-74700.

Date:24-12-2009

BIE/CHAIRMAN/PS-15/1407/2009

محترم سید وجاہت رسول قادری

صدر

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل

السلام علیکم!

آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا اور یہ معلوم کر کے از حد خوشی ہوئی کہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا عاشق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کے افکار عوام اور خواص تک پہنچانے اور اعلیٰ حضرت کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے 2010ء میں امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد کر رہا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس موقع کو یادگار بنانے کے لئے ایک خوبصورت مجلّہ بھی شائع کر رہا ہے۔ امام احمد رضاؒ کی ہمہ گیر شخصیت بیک وقت عالم دین، مصنف، صوفی، مفسر قرآن وحدیث، فقیہ اور عشقِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کلیتاً ڈوبے ہوئے شاعر کی ہے۔ اعلیٰ حضرت نے روایتی علماء کی طرح صرف مذہبی موضوعات پر ہی کتابیں نہیں لکھی ہیں بلکہ سائنس، منطق، فلسفہ اور بینکنگ وغیرہ کے عنوانات پر بھی معرکۃ الآراء تصانیف ہماری رہنمائی کے لئے چھوڑی ہیں۔ دینی میدان میں بیش بہا خدمات کے ساتھ ساتھ آپ نے قیام پاکستان کی تحریک میں بھی اپنے حصے کا کام بخوبی پورا کیا۔ اعلیٰ حضرت کے لاکھوں معتقدین نے قیام پاکستان کے لئے کام کیا۔ آج پوری دنیا میں امام احمد رضا فاضل بریلوی کے علم وفن کا اعتراف کیا جا رہا ہے اور تقریباً 35 جامعات میں اسکالر اعلیٰ حضرت کی زندگی کے مختلف زاویوں پر Ph.D کے مقالے لکھ کر ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کی امام احمد رضا محدث بریلوی کی تعلیمات کو فروغ دینے کے لئے جو خدمات ہیں ان کا اندازہ تو ادارہ کی تحریک پر 22 پی ایچ ڈی، 8 ایم فل اور 13 ایم ایڈ کرنے والے افراد کی فہرست دیکھ کر ہی بخوبی ہو جاتا ہے۔ میں ذاتی طور پر بھی جانتا ہوں کہ کتابوں کی اشاعت کے ساتھ ساتھ دور جدید کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ادارے نے اپنی ویب سائٹ بھی بنالی ہے جس پر ادارے کے زیر اہتمام شائع ہونے والی تمام کتابیں بغیر کسی قیمت کے پیش کی گئی ہیں اور امام احمد رضاؒ کی کتب کی سی ڈیز بھی تیار کی جا رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ادارۂ تحقیقات احمد رضا انٹرنیشنل اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل کرے اور علم کی روشنی پورے جہاں میں پھیلاتا رہے۔

بہ احترامات فراواں
خیر اندیش

انوار احمد زئی

(پروفیسر) انوار احمد زئی

چیئرمین

پیغام برائے امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۱۰ء

محترم جناب سید وجاہت رسول قادری
صدر، ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

روح اسلام کو اجاگر کرتے رہنے میں بڑی بڑی ہستیوں میں ایک نام حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا بھی شامل ہے، عالم اسلام کی عظیم عبقری شخصیت علوم وفنون کا کوہ ہمالیہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ایسے علمائے دین میں ہوتا ہے کہ جنہوں نے زماں ومکاں کی حدود وقیود سے ماوراء ہوکر اسلامی قدار کی پاسداری میں زندگی گزار دی اپنی تخلیقات کی وجہ سے اپنے خلوص، جذبے، سچائی ،حبِ رسول ﷺ کے سہارے کٹھن سے کٹھن مراحل کو بڑی جُرات اور بے باکی سے سنبھالنے کا درس دیا آپ ایسے عاشق رسول ہیں جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ نور نبی ﷺ سے مستور نظر آتا ہے ترجمہ قرآن حکیم، کنزالایمان اپنی مثال آپ ہے اسی طرح نعتیہ کلام اور فتویٰ تا قیامت اہل ایمان کے لئے مشعلِ راہ ہیں، صرف بسم اللہ شریف کا ترجمہ ایسا فرمادیا ہے کہ اہل علم آپ کی نشان وعزمت کے عروج کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں۔

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کی ۳۰ویں سالانہ کانفرنس منعقد کررہا ہے، ادارہ کے موجودہ صدر محترم سید وجاہت رسول قادری اور جنرل سیکٹری جناب پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری خاص طور سے قابل مبارکباد ہیں۔

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے نایاب اور غیر مطبوعہ کتب ورسائل کی طباعت واشاعت، وڈیو اور آڈیو کیسٹس اور ویب سائٹس کے ذریعے سے فکرِ رضا کو عام کرنے کے پروگرام، امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ پر پی ایچ ڈی کی ڈگری پانے والے اسکالرز کو ایوارڈ سے نوازنے، ریسرچ اسکالر کی حوصلہ افزائی اور رہنمائی وغیرہ کے سلسلے میں جو کام ادارہ کررہا ہے وہ واقعی قابل قدر ہے۔

یہ بات تمام عالم اسلام کیلئے باعث مسرت ہے کہ ادارہ تحقیقات نے جس طریقے سے آپ کے پیغام کو عالم اسلام میں پھیلایا ہے وہ بھی قابلِ تقلید وستائش ہے۔ راقم ادارہ تحقیقات امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے فروغ وترقی کے لئے اپنی تمام ترنیک تمنائیں پیش کرتا ہے اور دُعا گو ہوں۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ادارہ کو اپنے مقاصد حسنہ میں کامیابی وکامرانی عطا فرمائے اور اس کے عہدے داراور معانین کی جملہ مساعی کو اپنے پیارے حبیب ﷺ کے وسیلے سے مقبول ومنظور فرمائے۔ آمین

پروفیسر ڈاکٹر قمر الحق
رجسٹرار وفاقی جامعہ اردو کراچی

FROM : FAX NO. : Jan. 30 2010 02:35PM P2

شعبہ تقابلِ ادیان وثقافتِ اسلامیہ جامعہ سندھ، جامشورو (پاکستان)

پیغام

یہ امر میرے اور مسلمانانِ عالم کے لیے انتہائی مسرت وشادمانی کا ہے کہ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضاؒ انٹرنیشنل کراچی اپنی سابقہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے اس سال بھی ۳۰ ویں سالانہ امام احمد رضا انٹرنیشنل کانفرنس ۲۰۱۰ء کا انعقاد کررہا ہے۔

اس بات میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت پورے عالمِ اسلام کے لیے نہایت معتبر اور نابغہ روزگار ہے۔ آپؒ ایک سچے عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، عظیم المرتبت فقیہہ اور اپنے وقت کے مفکر تھے، آپ کی ان تمام خصوصیات کا اندازہ ہمیں آپ کی تعلیمات وتصنیفات سے ہوتا ہے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی اسلام کی ترویج واشاعت کے لیے وقف کردی تھی۔ آپ کی ان خدماتِ جلیلہ کا اعتراف اپنوں کے علاوہ غیروں نے بھی کیا ہے، اور اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ دنیا کی ۴۰ سے زائد جامعات (یونیورسٹیز) میں آپ کی علمی، دینی، سیاسی اور مذہبی خدمات پر مقالات لکھے جارہے ہیں اور ان مقالات پر ایم فل اور پی ایچ ڈی کی اسناد عطا کی جارہی ہیں اور اب تک بہت سے مقالہ نگاروں کو ان کے تحقیقی مقالات پر اسناد بھی عطا کی جاچکی ہیں۔

حضرت کی ان گرانقدر خدمات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اور موجودہ دور کے تناظر میں اس بات کی آج اشد ضرورت ہے کہ آپ کی تعلیمات کو عام کیا جائے، ان کی تصنیفات کو مدارس، اسکول، کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر نصاب میں شامل کیا جائے تاکہ ہماری آنے والی نسلیں ان تعلیمات سے بہرہ ور ہوسکیں اور اپنے آپ کو ایک اچھا انسان اور اس سے بڑھ کر ایک اچھا مسلمان بنا سکیں اور اس کے ذریعے سے بڑھتی ہوئی فرقہ پرستی اور دہشت گردی پر قابو پاسکیں جو ہمارے معاشرے میں ناسور کی شکل اختیار کرتی جارہی ہے۔

ایک بار پھر میں ادارہ اور اس کے منتظمین کو اس عظیم الشان کانفرنس کے انعقاد پر مبارک باد پیش کرتا ہوں اور ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضاؒ انٹرنیشنل کے روحِ رواں محترم جناب وجاہت رسول قادری صاحب کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ تبارک تعالیٰ آپ کی اس کوشش وکاوش کو جاری وساری رکھے اور اس کے صلے میں ادارہ کے تمام کارکنان کو اپنی سعادتوں سے نوازے۔ آمین۔

والسلام مع الاکرام

پروفیسر ڈاکٹر محمد انور خان
شعبہ تقابلِ ادیان وثقافتِ اسلامیہ
جامعہ سندھ، جامشورو

Department of Comparative Religion & Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro (Pakistan)

وفاقی اردو یونیورسٹی برائے فنون، سائنس وٹیکنالوجی، اسلام آباد (کراچی کیمپس)
Federal Urdu University of Arts, Science & Technology, (Karachi Campus) Pakistan

پروفیسر ڈاکٹر حسن وقار گل
ایم اے (اردو ادبیات)، ایم اے (جرنلزم)
ایل ایل۔ بی، ڈی ایل ایس، پی ایچ۔ ڈی
رئیس کلیہ فنون وقانون

Prof. Dr. Hassan Wiquar Gul
M.A.(Jour.) M.A.(Urdu Lit.)
LL.B., D.L.S., Ph.D.
Dean Faculty of Arts & Law

بتاریخ ۲۰ جنوری ۲۰۱۰ء

پیغام

حضرت احمد رضا خاں بریلوی رحمت اللہ علیہ کا شمار اسلام کے ان فرزندوں میں ہوتا ہے جنھوں نے اپنی علم وفضیلت سے نہ صرف اسلام کی سربلندی کے لئے کام کئے بلکہ تبلیغ دین کے لئے بھی اپنی زندگی وقف کردی۔

اعلیٰ حضرت اپنے دور کے عظیم مذہبی رہنما تو تھے ہی ساتھ ساتھ ایک بلند پایہ مفکر، مدبر، فلسفی، قانون داں اور اعلیٰ درجہ کے محقق بھی تھے۔ انہوں نے اپنی تحریروں کے ذریعے جدید تعلیمی، سیاسی، اصلاحی، معاشی اور سائنسی نظریات پیش کئے جس سے دنیا دنگ رہ گئی۔ ان کی ذات اقدس سے معرفت کے وہ چشمے ابلتے تھے جس سے ان کی روحانی و دینی اقدار اور پیغمبر اسلام پیارے حبیب رسول اللہ صلی علیہ وسلم سے عقیدت وارادت کا اندازہ صرف وہی شخص کرسکتا ہے جو خود بھی عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبا ہوا ہو۔

اعلیٰ حضرت ایک بلند درجہ کے ریاضی داں بھی تھے جس کی تعریف بین الاقوامی ریاضی داں ڈاکٹر ضیاء الدین نے بھی کی ہے۔ وہ ایک ایسے روحانی بزرگ اور ماہر تعلیم تھے کہ ہم آج بھی ان کے نظریات سے استفادہ کررہے ہیں اور علم کے وہ سوتے کبھی خشک نہ ہوں گے جو ہمیں اعلیٰ حضرت کے توسط سے ملے ہیں۔

یہ بات کتنی خوش آئند ہے کہ ''ادارہ تحقیقات امام رضا کراچی پاکستان'' آج بھی نہایت فعال ہے اور 2010ء میں نہ صرف ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد کررہا ہے بلکہ علم کے پیاسوں کے لئے اعلیٰ حضرت کے بارے میں وہ مطبوعہ مواد بھی پیش کررہا ہے جو آئندہ تحقیق کرنے والوں کے نہ صرف مددگار ثابت ہوگا بلکہ اسلامی تاریخ کا بھی ایک حصہ بنے گا۔

میں کانفرنس کروانے والوں، شرکت کرنے والے مندوبین اور اعلیٰ حضرت کے عقیدت مندوں کو اس کانفرنس کے انعقاد پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور کانفرنس کی اعلیٰ ترین کامیابی کے لئے دعا گو ہوں۔

محترم ومکرم جناب سید وجاہت رسول قادری
صدر ''ادارہ تحقیقات امام رضا'' کراچی

۲۰ جنوری ۲۰۱۰

پروفیسر ڈاکٹر محمد وقار الحسن وقار گل
رئیس کلیہ فنون وقانون

دفتر رئیس کلیہ فنون وقانون، عبدالحق کیمپس۔ بابائے اردو روڈ، کراچی۔ ڈائریکٹ فون نمبر: 99216150 فیکس-99215369
فون: 021-99215371-99216146-49
رہائش: B-38، اسٹریٹ نمبر 11، عسکری۔4 آرمی آفیسرز ہاؤسنگ اسکیم، راشد منہاس روڈ، کراچی۔ فون: 34622357 موبائل: 0333-2165565

FROM : FAX NO. : Jan. 30 2010 02:35PM P1

پیغام

میرے لیے یہ امر انتہائی خوشی اور اطمینان کا باعث ہے کہ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضاؒ انٹرنیشنل، کراچی ہر سال کی طرح امسال بھی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں ان کے علمی، دینی اور سیاسی خدمات کو اجاگر کرنے کے لیے تیسویں امام احمد رضا انٹرنیشنل کانفرنس ۲۰۱۰ء کا انعقاد کررہا ہے۔

حضرت امام احمد رضاؒ کی شخصیت عالمِ اسلام کے لیے نابغہء روزگار ہے، آپ بیک وقت مصلح، مجدّد اور مجتہد تھے۔ آپ کو دینی و عصری علوم پر گہری گرفت تھی جس کا اعتراف مسلم و غیر مسلم تمام مؤرخین نے کیا ہے۔ آپ ایک عالمِ دین، صاحبِ شریعتؒ و طریقت، ایک ہزار سے زائد گرانقدر کتب کے مصنف، الغرض قدیم و جدید علوم کا کوئی ایسا پہلو نہ تھا جس پر آپ کو دسترس حاصل نہ ہو۔ آپ کا تصنیف کردہ "فتاویٰ رضویہ" گزشتہ صدی کا اسلامی تعلیمات کا انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی تعلیم کا بنیادی مقصد خدا پرستی اور رسول شناسی تھا۔ حضرت امام احمد رضاؒ کا شمار ان عظیم شخصیات میں ہوتا ہے جنہوں نے برصغیر پاک و ہند میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں ایک تاریخی کردار ادا کیا۔ آپ کی تعلیمات تحقیق و جستجو اور تصانیف و تالیفات کا محور و مرکز صرف اور صرف عشقِ رسول ﷺ ہے۔ یہی علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کا پیغام ہے۔

محمدؐ کی محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

میں اس اہم کانفرنس کے انعقاد کے موقع پر ادارہ اور منتظمین کو دل کی گہرائی سے مبارک باد پیش کرتی ہوں کہ موجودہ حالات کے تناظر میں یہ کانفرنس ملت اسلامیہ کے لیے ایک سنگِ میل ثابت ہوگی اور عالم اسلام کو موجودہ مشکلات سے نکلنے اور اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے کے ساتھ ساتھ اسلام پر عائد کردہ دہشت گردی کا الزام ختم کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوگی اور عالمِ اسلام کو موجودہ مشکلات سے نکلنے کے لیے کوئی راہ متعین کرے گی۔

پروفیسر ڈاکٹر ممتاز بھٹو
ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز، پرسٹن یونیورسٹی کراچی
سابق ڈین فیکلٹی آف اسلامک اسٹڈیز،
جامعہ سندھ جامشورو (پاکستان)

مکتبۂ طیبیہ کراچی کی چند مطبوعات ایک نظر میں

نمبر	کتاب	مصنف	نمبر	کتاب	مصنف
01	اسلام کے بنیادی اصول	علامہ الشاہ محمد عبدالعلیم صدیقی	23	تذکرہ مشاہیر علماء و مشائخ کراچی	پروفیسر ڈاکٹر ناصر الدین صدیقی
02	دی مرر (انگریزی)	ایم۔ اے۔ عباسی (بی۔ ایڈ)	24	قابلِ احترام مہینے	علامہ ابو محمد اعجاز احمد قادری
03	ماہِ رمضان (مسائل و فضائل)	حضرت علامہ پروفیسر سعید الرحمن	25	تذکرہ مشاہیر علماء و مشائخ کراچی (حصہ دوم)	پروفیسر ڈاکٹر ناصر الدین صدیقی
04	ماہِ محرم و صفر اہمیت و فضائل	حضرت علامہ مفتی محمد ظفر اللہ	26	قربانی کیسے کریں؟	پروفیسر [illegible] لٹر نور احمد شاہتاز
05	احکامِ میت اور فاتحہ و ایصالِ ثواب	حضرت علامہ مفتی محمد ظفر اللہ	27	بہارِ شباب	علامہ الشاہ محمد عبدالعلیم صدیقی
06	پیکرِ خلقِ عظیم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ	پروفیسر سرور حسین خان قادری	28	اصحابِ صفہ (حصہ دوم)	پروفیسر ڈاکٹر ناصر الدین صدیقی
07	اصحابِ صفہ	پروفیسر ڈاکٹر ناصر الدین صدیقی	29	بیانِ میلاد النبی ﷺ	علامہ ابو محمد اعجاز احمد قادری
08	الاربعین فی صلاۃ المسلمین	حضرت علامہ مفتی محمد ظفر اللہ	30	الاربعین فی [illegible]	پروفیسر ڈاکٹر ناصر الدین صدیقی
09	بیمار قوم اور اس کا علاج	علامہ سید محمد ہاشم فاضل شمسی	31	ورثۃ الانبیاء	پروفیسر ڈاکٹر ناصر الدین صدیقی
10	مردہ بھائی کا گوشت	علامہ محمد عمیر صدیقی	32	منشیات و نشہ آور اشیاء کا شرعی حکم	حضرت علامہ مفتی سید محمد منور شاہ
11	ماہِ رمضان و عظمتِ قرآن	علامہ محمد عماد فرید علیمی	33	حقیقی مسرت کی تلاش	علامہ الشاہ محمد عبدالعلیم صدیقی
12	رفع القلق فی تحقیق الشفق	حضرت علامہ مفتی سید محمد منور شاہ	34	طہارتِ ذہن	علامہ محمد اختر حسین نقشبندی
13	سفید عمامہ اور لواطت کے بارے میں شرعی حکم	حضرت علامہ مفتی سید محمد منور شاہ	35	چہل احادیث	حضرت علامہ مفتی محمد ظفر اللہ
14	فضائل و احکامِ قربانی	حضرت علامہ مفتی محمد ظفر اللہ	36	خطبۂ عید الفطر	علامہ الشاہ محمد عبدالعلیم صدیقی
15	مختصر سیرت سید المرسلین ﷺ	حضرت علامہ مفتی محمد ظفر اللہ	37	الاربعین فی مناقب الخلفاء الراشدین	علامہ حافظ محمد عابد علی
16	مساجد میں خواتین کی باجماعت نماز	حضرت علامہ مفتی سید محمد منور شاہ	38	اسلامی کریڈٹ کارڈ	مفتی محمد ابوبکر صدیق
17	مقدمہ قادیانیت	سیدہ نسیمہ ہاشمی	39	توحید یا تثلیث	علامہ سید محمد ہاشم فاضل شمسی
18	فیضانِ علم و مقامِ اولیاء	علامہ ابو محمد اعجاز احمد قادری	40	جدید مسائل کا اسلامی حل	پروفیسر ڈاکٹر ناصر الدین صدیقی
19	تذکرۂ اولیائے کراچی	پروفیسر ڈاکٹر ناصر الدین صدیقی	41	معراجِ نعت	پروفیسر ڈاکٹر سید وسیم الدین
20	پیغمبروں کی منتخب قرآنی دعائیں	پروفیسر سرور حسین خان قادری	42	سیرت محبوبِ سبحانی	علامہ ابو محمد اعجاز احمد قادری
21	تذکرۂ موت (احیاء علوم الدین)	حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد غزالی	43	سید عبدالوہاب عالم شاہ بخاری	خواجہ دلبر علی شاہ وارثی
22	برکتوں والے مہینے	علامہ ابو محمد اعجاز احمد قادری	44	اسلام کا معاشی نظام	علامہ محمد عبدالحامد بدایونی

مکمل ۵۰ کتب کی رعایتی قیمت صرف -/700 روپے   مزید تفصیلات کے لیے رابطہ کریں پروفیسر محمد آصف خان علیمی 0333-2153112
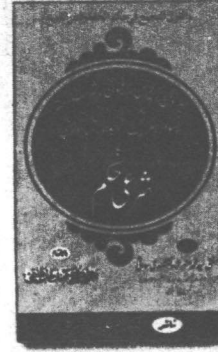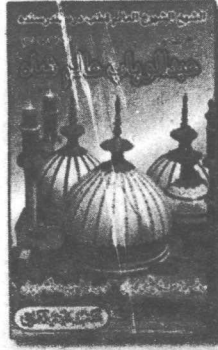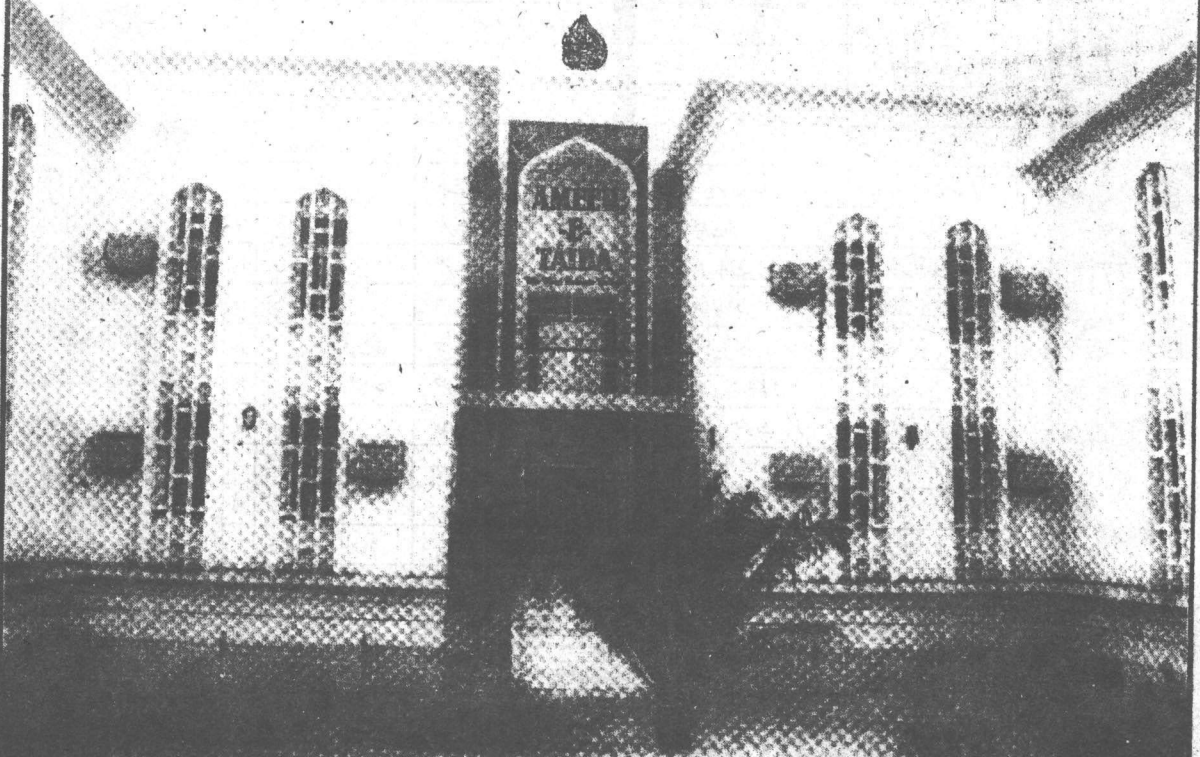
اسلام کا نظامِ تعلیم اور امام احمد رضا

﴿پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری﴾

ہر قوم کے پاس کوئی نہ کوئی تعلیمی نظام ضرور ہے جس کے باعث وہ دوسری ترقی یافتہ اقوام کے شانہ بہ شانہ چل رہی ہیں اور دنیا میں ترقی کر رہی ہیں۔ مگر ضرورت اس امر کی ہے کہ مشینی ترقی کے ساتھ ساتھ انسانیت بھی ترقی کرے۔ فی زمانہ کسی بھی قوم کو دیکھیں، بظاہر مادی ترقی میں ایک سے بڑھ کر ایک ہے۔ اگر چہ یہ زمانہ کمپیوٹر کا زمانہ کہلاتا ہے جہاں کسی چیز کی اطلاع پلک جھپکنے سے پہلے مل جاتی ہے اور دیکھی بھی جاسکتی ہے، مگر انسانیت روز بہ روز زوال پذیر ہے۔ لوگوں کے پاس ایک دوسرے سے ملنے کے لیے وقت نہیں، ایک دوسرے کے دُکھ سُکھ میں شریک ہونے کا جذبہ نہیں، ضعیف ماں باپ کا ساتھ دینے کے لیے وقت نہیں، بہن بھائی یا غریب اقربا کس حال میں ہیں، ان کی فکر کا کوئی تصور نہیں ہے۔ جہاں میاں بیوی، دونوں جاب کرتے ہیں وہاں بچوں کی پرورش کا سامان نہیں ہے کیوں کہ وہاں اس ذمہ داری کو نوکروں کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ الغرض اس ترقی کا فائدہ جو صرف مشینی یا مادّی یا آرام طلبی کے لیے ہے، آج بھی ۱۵ تا ۲۰ فیصد لوگ ہی حاصل کر رہے ہیں۔ فی زمانہ اکثریت مشینی یا مادّی ترقی کی دوڑ میں شامل ہونا چاہتی ہے لیکن ترقی پسند ان کو دور رکھنا چاہتے ہیں جس کے باعث اس طبقے میں احساسِ کمتری، حرص، ہوس میں مزید اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ مسلمان ممالک میں صورتِ حال اس سے زیادہ مختلف نہیں۔ خود ہمارے ملک میں بھی نظامِ تعلیم تقریباً وہی رائج ہے جیسا دیگر ممالک میں قائم ہے البتہ ہمارے یا دیگر اسلامی ممالک میں دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی مدارس کی تعلیم کا طریقہ بھی رائج ہے۔ جتنی کثرت سے ہمارے ملک میں چھوٹے بڑے دینی مدارس قائم ہیں، شاید ہی کسی دوسرے ملک میں ہوں۔ مگر ان دونوں تعلیمی اداروں میں نظامِ تعلیم یکسر مختلف ہوتا ہے، بل کہ ایک دوسرے کی ضد کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ آیئے اس کا مختصر جائزہ لیں۔

دینی نظامِ تعلیم کا نصاب:

☆ قرآن وحدیث، تفسیر وفقہ، اصول، صرف ونحو، فلسفہ ومنطق ودیگر علوم نقلیہ۔

☆ قرآن وحدیث کے علاوہ جو کتابیں ۱۰۰ سال قبل پڑھائی جاتی تھیں، آج بھی ویسے ہی پڑھائی جارہی ہیں۔ صدیوں سے سلیبس جوں کا توں ہے۔

☆ موجودہ صدی میں اکثر دینی مدارس میں تعلیم حاصل کرنے والے اس گھرانے کے بچے ہوتے ہیں جہاں گھروں میں کھانے پینے کی تنگی ہوتی ہے۔

☆ پاکستان کے دینی مدارس میں دیہی علاقوں کے بچوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔

☆ تمام مدارس زکوٰۃ کی رقم سے چلائے جاتے ہیں۔

☆ دنیاوی علوم کی تعلیم نہ ہونے کے برابر ہے۔

☆ قرآن وحدیث کا نصاب بھی بہت سطحی پڑھایا جاتا ہے۔

☆ ان دنوں کئی مدارس میں جہاد کی ٹریننگ کا بھی بھرپور اہتمام ہے جس کے باعث وہاں کے طلبا ہتھیار سے بھی مسلح ہو جاتے ہیں مگر یہ نہیں معلوم کہ وہ کس کے خلاف اور کس کے حکم پر جہاد کریں گے؟ ان دینی علوم کے حصول کے باوجود کروڑوں افراد میں سے کوئی بھی غزالی، احمد رضا، عمر خیام جیسا پیدا نہیں ہو رہا ہے۔ یقیناً ملتِ اسلامیہ کے لیے یہ لمحۂ فکریہ ہے۔

دنیاوی تعلیمی نظام:

☆ دنیاوی تعلیم کے نصاب میں دینی تعلیم بہت ہی سطحی اور معمولی نوعیت کی ہے۔

☆ نئے نئے مضامین بڑھتے جا رہے ہیں۔

☆ تمام سائنسی مضامین میں سال کے اندر اندر تبدیلی آجاتی ہے اور اس کو اپڈیٹ کیا جانا ضروری ہو رہا ہے کیوں کہ اس کے بغیر مادی مشینی ترقی ممکن نہیں۔

☆ مال دار طبقے کے ساتھ ساتھ ہر طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد اپنے بچوں کو یہ تعلیم دلوا رہے ہیں تاکہ ان کو معاشرے میں اچھا اور کارآمد بنا سکیں اور معاشرے میں ان کی عزت کی جاسکے۔

☆ ہر مذہب و زبان کا انسان آج اس مادی تعلیم حاصل کرنے کا خواہاں ہے۔

☆ بعض اسکولوں میں بچوں کی فیس 5000 روپے ماہانہ یا اس سے زیادہ ہوتی ہے اور دورِ حاضر میں درمیانی طبقے کے لوگ اپنا پیٹ کاٹ کر اپنے بچوں کی دنیاوی تعلیم پر پیسہ خرچ کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے مگر دینی تعلیم دلانے کا جذبہ صفر ہوتا جا رہا ہے اور بیرونِ ملک تعلیم حاصل کرنے جب جاتے ہیں تو لاکھوں روپے درکار ہوتے ہیں۔

☆ اب دور اسپیشلائزیشن کا ہو گیا ہے۔ لہٰذا ہر فیلڈ میں اسپیشلسٹ موجود ہوتے ہیں جو کام کرنے سے قبل ہی ہزاروں روپے ڈیمانڈ کرتے ہیں۔ خاص کر علاج معالجے میں لوگ اس رونے سے بدحال ہو جاتے ہیں۔

☆ بغیر پیسے کے کوئی مشورہ تک نہیں دیتا چنانچہ ہر علم سو فیصد ذریعۂ معاش بن گیا ہے۔

کیا ان جدید علوم کے نظام نے امام سیوطی، امام شعرانی، شاہ ولی اللہ اور امام احمد رضا جیسا کوئی مدبر اور قوم کا مصلح پیدا کیا؟

المختصر دین اور دنیا کے علوم کی الگ الگ راہیں ہو گئی ہیں لہٰذا علومِ عقلیہ یعنی دنیاوی علوم والا دینی علوم سے بے بہرہ ہے اور علومِ نقلیہ والا دنیاوی علوم سے بالکل ناآشنا ہے۔ چناں چہ سینکڑوں مسائل لاینحل پڑے ہوئے ہیں کہ دونوں علوم پر دسترس رکھنے والا اب کوئی موجود ہی نہیں۔ یہ مسائل طبی، معاشرتی، معاشی، اقتصادی، عسکری، تعلقات بین الاقوامی وغیرہ وغیرہ، تمام اسی نوعیت کے ہیں۔ ہم مسلمان بحیثیت ملت کسی بھی دنیاوی معاملے کے مسائل کو اسلامی قوانین میں نہ ڈھال سکے۔ جدید دور کی دوڑ میں مسلمانوں کی اکثریت دنیاوی معاملات میں دین کا دخل نہیں چاہتی کیوں کہ دینی قوانین ان کے نزدیک معاذ اللہ متروک ہو چکے ہیں۔ نیا دور ہے تو ہر قسم کے قوانین بھی نئے ہوں اور دورِ حاضر کے انسان کی مرضی کے مطابق ہوں۔ ذرا سی مثال لیجیے، کسی قسم کی دعوت میں کھانا زمین پر بیٹھ کر کھانے کو دقیانوسی خیال تصور کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ دینی و مذہبی تقریبات میں بھی کھانے کا اہتمام اب کھڑے ہو کر ہی کیا جاتا ہے۔ اس عمل سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ دین کی بات ایک کان سے سنو، دوسرے سے اُڑا دو۔ ایک اور مثال پیش کرتا ہوں کہ ہمارے نبی پاک کی بہت بڑی سنت ہے کہ آپ ﷺ کبھی ننگے سر نہ رہے مگر آج ٹوپی پہننا اسلامی معاشرے میں معیوب سمجھا جاتا ہے یا old thought متصور کیا جاتا ہے۔

آیئے ایک نظر اس بات پر ڈالیں کہ اسلام کس قسم کے تعلیمی نظام کی بات کرتا ہے اور ہم کسی طرح اس نظام کو دورِ حاضر میں کامیابی سے چلا سکتے ہیں۔

اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ دنیاوی زندگی میں انسان کو کمال، علم ہی کے ذریعے حاصل ہوتا ہے اور بہ حیثیت مسلمان ہم سمجھتے ہیں کہ آخرت ہماری منزل ہے اس لیے اس کی کوشش بھی علم کے بغیر ممکن نہیں۔ خداوند کریم نے علوم کا جامع مجموعہ قرآن مجید فرقان حمید ہمیں اپنے کامل و اکمل انسانِ اعظم یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعے عطا کیا جنھوں نے بعدہٗ قرآن کریم کی تعلیم کو صرف ۲۳ سال کے عرصے میں جہلائے عرب میں نافذ کرکے انقلابِ اعظم برپا کردیا اور پھر صحابہ کرام نے خلافتِ راشدہ میں ۳۰ سال وہ عمل کرکے دکھایا جس کی مثال شاید اب ناممکن ہے۔ یہ اس وقت ممکن ہے جب ہم قرآن وحدیث اور اللہ و رسول پر اعتماد و اعتقاد کو مضبوط بنائیں۔

اسلام نے انسانیت کی ترقی کا انحصار مادیت پر نہیں، تقویٰ پر رکھا ہے۔ مال و دولت نہیں، اسلام کی پابندی پر رکھا ہے، ظاہری دکھاوے پر نہیں، نیت پر رکھا ہے۔ تب معاشرہ بھی ترقی کرے گا اور معاشرے میں رہنے والے انسان بھی۔ یہ بظاہر بہت مشکل نظر آتا ہے مگر ناممکن نہیں۔ جتنا ممکن ہے، اس پر عمل کیا جائے تو بھی بہتر نتائج سامنے آسکتے ہیں۔ آیئے امام احمد رضا کے ارشادات کا مطالعہ کریں جو انہوں نے قرآن وحدیث کی روشنی میں قلمبند کیے ہیں۔

تعلیم کے لیے علم نہایت ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجموعۂ علوم کو قرآن کی صورت میں ہمیں عطا فرمایا۔ قرآن مجید نے ہمیں یہ تعلیم دی کہ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ یہ دعا مانگو کہ اے اللہ ! میرے سینے کو علم کے لیے کھول دے اور مجھے زیادہ سے زیادہ علم عطا فرما۔ چناں چہ ارشادِ خداوندی ہے:

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ (طٰہٰ:۲۵) اور رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (طٰہٰ:۱۱۴)

نبی کریم ﷺ نے جو اس قرآن کے تمام علوم سے واقف تھے جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد بھی فرمادیا:

وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمْ (النساء) اے محبوب جو کچھ تم نہ جانتے تھے، سب ہم نے انہیں سکھادیا۔ اور سب سیکھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور دعا گو ہیں:

اے اللہ جو تو نے مجھے سکھایا، اُس سے مجھے نفع عطا فرما اور مجھے وہ سکھا جو میرے لیے نفع بخش ثابت ہو اور علم میں اضافہ فرما۔ (ابنِ ماجہ)

ایک اور حدیث میں نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ سے صرف علم میں اضافے کے لیے نہیں بل کہ علمِ نافع کے لیے دعا فرماتے ہیں: اللھم انی اسئلک علم النافع (جامع الاصول) اے اللہ مجھے علمِ نافع عطا فرما۔ معلوم ہوا کہ علوم میں نفع دینے والے علم بھی ہیں اور نقصان پہنچانے والے بھی ہیں، لہٰذا انسان علمِ نافع میں وقت صَرف کرے اور علمِ غیر نافع سے اجتناب کرے۔

نبی کریم ﷺ نے ہر مسلمان مرد و عورت کے لیے علم کا حصول لازمی قرار دیا تاکہ وہ اللہ اور اُس کے رسولوں کو ماننے کے ساتھ تو احکاماتِ شرعیہ مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، طلاق و نکاح، کے مسائل بھی جانے اور مختلف معاش رکھنے والے اپنے اپنے معاشی مسائل سے بھی آگاہ ہوں تاکہ تمام معاملات قرآن وحدیث کے مطابق ہوں، تب ہی ہماری زندگی ''اسلامی زندگی'' کہلانے کی حق دار ہوگی۔ چناں چہ ارشادِ نبوی ہے:

طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة (کنز العمال)

ہر مسلمان مرد وعورت پر علم حاصل کرنا فرض ہے۔

امام احمد رضا اس حدیث کی تشریح فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں:

اس کی صریح مفاذ ہر مسلمان مرد وعورت پر طلبِ علم کی فرضیت کا تو صادق نہ آئے گا مگر اس علم پر جس کا تعلق فرض عین ہو اور فرض عین نہیں مگر علوم کا سیکھنا جس کی طرف انسان بالفعل ایسے دین میں محتاج ہو اور اجل علم اصول عقائد ہیں جن کے اعتقاد (یقین لانے سے) سے آدمی مسلمان سنی المذہب ہوتا ہے۔

سب میں پہلا فرض آدمی پر اس کا عقیدہ ہے (یعنی عقائد) اور اس کی طرف احتیاج میں سب یکساں۔ پھر علمِ مسائلِ نماز، رمضان آئے تو مسائلِ صوم، مالکِ نصاب ہو تو مسائلِ زکوٰۃ، صاحبِ استطاعت ہو تو مسائلِ حج، تاجر ہو تو مسائلِ بیع موجرو۔ متاجرو مسائلِ اجارہ وعلیٰ ہذا القیاس۔

ہر اس شخص پر اس کی حالتِ موجودہ کے مسئلے سیکھنا فرضِ عین ہے اور انہی میں سے مسائلِ حلال وحرام اور ہر فرد بشر ان کا محتاج اور مسائلِ علمِ قلب مثلِ تواضع واخلاص وتوکل وغیرہ۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، ص:۶۲۴)

قرآن وحدیث کے تمام علوم ہر مسلمان کے لیے حاصل کرنا ضروری ہیں اور یہ دو چار علم نہیں کہ ہر کوئی آسانی سے حاصل کر لے۔ پھر ان علوم کے بعد وہ علوم جن سے انسان معاش حاصل کرتا ہے، اس کو بھی ضرورتاً حاصل کیا جاتا ہے۔ اب ان تمام میں کس طرح علوم حاصل کیے جائیں، کس میں کتنا وقت صرف کیا جائے، اس کے لیے علمانے علوم کے درجات متعین کیے کہ بعض علوم فرضِ عین ہیں، بعض فرض کفایہ اور بعض واجب یا مسنون، یا مستحب ہیں۔ اسی طرح وہ علوم جن کا معاش سے تعلق ہے، وہ تو صرف علمِ صنعت کہلاتے ہیں اور ان کا جاننے والا عالم کہلانے کا مستحق بھی نہیں ہوتا۔

آیئے ان تمام کی مختصراً کیفیت جاننے کے لیے امام احمد رضا کی تعلیمات سے افادہ کریں۔ مولانا احمد رضا بریلوی فرضِ عین اور دیگر نوعیت کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

فرضِ عین:

علمِ دین سیکھنا اس قدر کہ مذہبِ حق سے آگاہ ہو، وضو، غسل، نماز، روزہ وغیرہ کے مسائلِ ضروریہ سے مطلع ہو، تاجر تجارت، مزارع زراعت، اجیر اجارے، غرض ہر شخص فی حالت میں اس کے متعلق احکامِ شریعت سے واقف ہو، فرضِ عین ہے۔

فرضِ کفایہ:

علومِ ضروریہ (فرضِ عین) تو ضرور مقدم ہیں اور ان سے غافل ہو کر ریاضی، طبیعیات، فلسفہ یا دیگر علوم پڑھنے پڑھانے میں مشغول بلاشبہ متعلم و مدرس، دونوں کے لیے حرام اور ضروریات سے فارغ ہونے کے بعد پورا علمِ دین فقہ وحدیث، تفسیر اور ان کے آلات علومِ دینیہ مثلاً صرف، نحو، معانی، لغت، ادب وغیرہ بطور آلات سیکھنا فرضِ کفایہ۔

مباح:

فرضِ عین، فرضِ کفایہ بھی علومِ دین ہیں اور انہی کے پڑھنے اور پڑھانے میں ثواب اور ان کے سوا سیکھنا کارِ ثواب نہیں۔ ہاں جو شخص ضروریاتِ دینِ مذکورہ سے فراغت پا کر اقلیدس، حساب، مساحت، جغرافیہ وغیرہ فنون پڑھے جن میں کوئی امر مخالفِ شرعی نہ ہو تو ایک مباح علم ہوگا۔

حرام علوم:

غیر دین کی ایسی تعلیم کہ وہ تعلیم ضروری دین کو روکے، مطلقاً حرام ہے۔ فارسی ہو یا انگریزی یا ہندی نیز ان باتوں کی تعلیم جو عقائدِ اسلام کے خلاف ہوں جیسے وجودِ آسمان کا انکار یا وجودِ جن وشیطان کا انکار یا زمین کی گردش لیل ونہار وغیرہ۔ عقائد باطلہ کہ فلسفۂ قدیمہ وجدیدہ میں ہیں، ان کا پڑھنا پڑھانا حرام، کسی زبان میں ہو۔ نیز ایسی تعلیم جس میں نیچریوں کی صحبت رہے، ان کا اثر پڑے، دین کی گرہ سست ہو یا کھل جائے اور اگر جملہ مفاسد سے پاک ہو تو علومِ آلیہ مثل ریاضی وہندسہ وحساب، جبر ومقابلہ، جغرافیہ وامثال ذلک ضروریاتِ دینیہ سیکھنے کے بعد کوئی ممانعت نہیں، کسی زبان میں اور نفسِ زبان کا سیکھنا تو کوئی حرج رکھتا ہی نہیں۔ (جلد: ۱۰، حصہ دوم، ص: ۱۵۹)

سائنسی ومعاشی علوم:

سائنس وغیرہ کی وہ فنون وکتب پڑھنی جن میں انکارِ وجود آسمان وگردشِ آفتاب وغیرہ کفریات کی تعلیم ہو، حرام ہے۔ اور اگر جائز فنون جائز نوکری کے لیے پڑھے تو جائز ہے جب کہ اس میں وہ انہاک نہ ہو کہ اپنے ضروریاتِ دین وعلوم فرض کی تعلیم سے باز رکھے ورنہ جو فرض سے باز رکھے، حرام ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے دین واخلاق ووضع پر اثر نہ پڑے۔ اسلامی عقائد وخیالات پر ثابت ومستقیم اور مسلمانی وضع پر قائم رہے۔ ان سب شرائط کے بعد جائز رزق کے حاصل کرنے کے لیے حرج نہیں۔ (جلد: ۱۰، حصہ دوم)

علمِ فلسفہ حرام ہے:

نحوی، لغوی، ادیب، منطقی کہ انہیں علوم کا ہو رہے اور مقصود اصل سے کام نہ رکھے۔ عالم نہیں ہاں اسے یہ کہیں گے کہ ایک صفت جانتا ہے جیسے آہنگر ونجار وغیرہ اور فلسفی کے لیے یہ مثال بھی ٹھیک نہیں کہ لوہار و بڑھئی کو ان کا فن دین میں ضرر نہیں پہنچاتا اور فلسفہ تو حرام اور مضر اسلام ہے۔ اس میں منہمک رہنے والا اجہل جاہل۔ علم وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کا ترکہ ہے نہ وہ جو کفار یونان کا پس خوردہ۔ (ص: ۶۲۸)

تعلیماتِ رضا کی روشنی میں یہ بات سامنے آئی کہ علوم کئی قسم کے ہیں، حلال وحرام اور پھر ان میں مختلف نوعیت۔ مثلاً علم فرضِ عین، علم فرضِ کفایہ، واجب، مستحب یا مباح، علم حرام۔

دورِ حاضر میں علم معاش وصنعت کی ایک دوڑ ہے جس میں حلال وحرام یا ضروری وغیر ضروری عنصر کو کوئی خاص اہمیت حاصل نہیں۔ جو اپنے طور پر تھوڑی بہت سمجھ رکھتا ہے، وہ احتیاط کر لیتا ہے ورنہ معاشرے نے معاشرت اور دین کو علیحدہ علیحدہ تصور کر لیا ہے۔ حاصلِ گفتگو یہ ہے کہ ہم بہ حیثیت مسلم قوم اپنے دین کو اپنی مرضی یا دورِ حاضر کے تقاضوں کے ساتھ چلانا چاہتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ ہم دینِ اسلام کو آج کی دنیا میں رنگنا چاہتے ہیں جب کہ دین اسلام یہ چاہتا ہے کہ کسی زمانے کا کوئی مسئلہ ہو، اس کو قرآن وحدیث کے رنگ میں رنگو، جتنی لچک اور چھوٹ قرآن وحدیث سے مل سکتی ہے، بے شک اس کو استعمال کرو مگر بنیاد سے نہ ہٹو۔ مگر آج کا سائنس داں دین کی سمجھ نہ ہونے کے برابر

رکھتا ہے اور آج کا بڑے سے بڑا عالم دنیاوی علوم کی کوئی خاص سمجھ نہیں رکھتا جس سے مسائل لاینحل بھرے پڑے ہیں۔ اب ہم کسی قانون کو اسلامی کہتے ہوئے جھجکتے ہیں۔

تعلیماتِ رضا سے معلوم ہوا کہ اوّل تمام مسلمان مرد و عورت علم فرضِ عین حاصل کریں۔ اس کے لیے احقر کی رائے میں اس عمل کو ہر چھوٹے یونٹ یعنی اپنے گھر سے شروع کرنا ہوگا یعنی ہر گھر میں گھر کے بڑے ماں باپ عقائد اچھی طرح جانیں، سیکھیں اور اپنے بچوں کو سکھائیں۔ پھر ارکانِ اسلام کے لیے پانچوں ارکان کے بنیادی مسائل سیکھیں اور احسن اخلاق کے ساتھ سیکھیں۔ اس کے بعد اگر گھر والے چاہیں تو بچوں میں سے کسی ایک دو کو تمام علومِ دین یعنی فرضِ کفایہ سکھائیں اور باقی بچوں کو حرفِ صنعت کے علوم سکھائیں۔ احقر کی رائے اس سلسلے میں یہ ہے کہ اسکول، کالج، یونیورسٹی میں حرفِ صنعت کی تعلیم کے ساتھ ساتھ اسلامیات کی تعلیم کو فروغ دیں اور وہ اس طرح کہ اسلامیات جو کہ پہلی کلاس سے لے کر B.A تک پڑھائی جاتی ہے، ضرورت کے مطابق دین کے تمام پہلوؤں کو مختصراً بوقتِ ضرورت تفصیل کے ساتھ کورس میں شامل کیا جائے۔ پانچویں کلاس سے کیوں کہ سائنس اور معاشرتی علوم کے مضامین پڑھائے جاتے ہیں لہٰذا اسلامیات کی کتاب میں اسی مناسبت سے آیاتِ قرآن اور احادیثِ نبوی اور ہمارے اسلاف کی پیاری باتیں سکھائی جائیں اور پھر میٹرک کے بعد کیوں کہ ترجیحات بدلتی جاتی ہیں، سائنس والے انجینئرنگ کے مضامین پڑھتے ہیں، کامرس والے تجارت اور اقتصادیات کے مضامین پڑھتے ہیں، علومِ فنون والے تاریخ، سیاسیات، فلسفہ وغیرہ کی طرف جاتے ہیں لہٰذا اسلامیات کی کتابوں میں ان کے مضامین کی روشنی میں جمع کی جائیں تاکہ بچے آج کم از کم اتنا تو جانیں کہ ہم دنیاوی طور پر کیا پڑھ رہے ہیں اور ہمارا دین کیا کہتا ہے۔ پھر ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے اسلامی قوانین کے مطابق سمجھ سکیں۔

احقر تمام والدین کے لیے دینی علوم کے حوالے سے مختصر نصاب بتانا چاہتا ہوں کہ وہ خود کم از کم اتنا علمِ دین ضرور پڑھیں اور اپنی اولاد کو بھی ضرور ضرور سکھائیں تاکہ صنعت کے ساتھ ساتھ دینی علوم سے بھی واقفیت رہے۔

۱۔ ترجمہ قرآن کنزالایمان مع حاشیہ مولانا نعیم الدین مرادآبادی ضرور ضرور زندگی میں ایک دفعہ پڑھیں اور بچوں کو پڑھائیں۔

۲۔ حدیث کی کی کتاب ریاض الصالحین دو جلدوں پر مشتمل ہے، اس کو ضرور پڑھیں۔

۳۔ بہارِ شریعت اول تا چھ جلدیں جس میں نماز تا نکاح تمام مسائل ہیں، اس کو بھی ضرور ضرور پڑھیں۔

۴۔ سیرتِ محمد مصطفیٰ ﷺ کسی بھی سُنّی عالم کی لکھی ہوئی ضرور پڑھیں۔

۵۔ تذکرۂ اولیائے کرام کا مطالعہ بھی ضرور رکھیں۔

اگر ان کتابوں کو ماں باپ نے خود پڑھ لیا اور بچوں کو پڑھا دیا تو یقیناً انہوں نے حضور ﷺ کے اس حکم کی تکمیل کر لی جس میں آپ نے فرمایا کہ اپنے بچوں کو دین کا علم سکھاؤ اور یہ دین جو آپ نے سکھایا اور بچوں نے عمل کیا تو آپ کے دنیا و آخرت میں صدقۂ جاریہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہماری ملت کو نیک توفیق عطا فرمائے۔ آمین

امام احمد رضا اور ملّتِ اسلامیہ کی بحالی کے منصوبے

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی (بریلی شریف)

اسلام ایک کامل و اکمل ضابطۂ حیات ہے جو اپنے ماننے والوں کی دُنیوی اور اُخروی دونوں زندگیوں کی فلاح و نجات اور کامرانی و کامیابی کی ضمانت فراہم کرتا ہے بہ شرط یہ کہ مسلمان اس قرآنی فرمان یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً کے مطابق اسلام میں پورے طور سے داخل رہے۔ لیکن آج ہم یہ دیکھتے ہیں کہ پوری دنیا میں مسلمان حیران و پریشان، ذلت و رسوائی اور شکست و ریخت سے دوچار ہے حتیٰ کہ خود اپنے مسلم ممالک میں بھی وہ باوقار اور پُرسکون زندگی گزارنے سے قاصر ہے اور اس کا سبب ظاہر ہے اور وہ ہے مسلمانوں کی اپنے دین سے دوری اور تمام شعبہ ہائے حیات، سیاست و حکومت، معاشرت و معیشت، تہذیب و تعلیم وغیرہ میں غیروں کے افکار و نظریات بالخصوص مغرب کی پیروی!

اسلام نے مسلمانوں کو کسی غیر سے کسی بھی دینوی معاملے یا کسی بھی شعبۂ حیات میں کسی بھی نظریہ و فکر اور اصول و تھیوری مانگنے کا محتاج نہیں چھوڑا ہے۔ اس کی شریعت و سنت خود اس قدر مالا مال ہے کہ غیروں نے ان سے استفادہ کر کے اپنے لیے بہت سے دنیوی اُمور میں کامیابی کی راہیں فراہم کرلی ہیں اور اہلِ مغرب نے مسلمانوں ہی کے اسلاف کے علوم و فنون غصب کر کے ان پر اپنا لیبل چسپاں کرلیا ہے اور سائنس و ٹیکنالوجی میں ترقی کی نئی نئی منزلیں طے کر رہے ہیں اور سپر پاور بن بیٹھے ہیں۔

رسولِ کونین ﷺ کے نائبین، علمائے ربانیین اور اولیائے کاملین نے ہر دور میں مسلمانوں کی دینی و دُنیوی رہبری کا کماحقہ فریضہ انجام دیا ہے اور جب جب قوم نے ان صاحبانِ عظمت کی صدا پر لبیک کہا اور ان کی رہبری قبول کی، زندگی کے ہر شعبے اور محاذ پر سُرخروئی اور کامیابی نے ان کے قدم چومے اور جب جب ان کی رہبری و رہنمائی سے اجتناب کیا، زوال و پستی ان کا مقدر بنی۔ آج بھی مسلمانوں کی ان کی دین سے دوری اور بے عملی نے انہیں اسی بے چارگی اور زوال و پستی میں ڈال رکھا ہے۔

چودہویں صدی ہجری میں اللہ عزوجل کے ایک احسان یافتہ بندے اور مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کے ایک غیرت مند عبد و عاشقِ صادق، مجدّدِ اسلام اور بڑی برکتوں والی ذات، عظیم البرکت، اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا فاضلِ بریلوی قدس سرہ العزیز نے ملتِ اسلامیہ کی دینی اور دنیوی راہ نمائی اور راہبری کے فریضے میں اپنی حیات کا لمحہ لمحہ وقف کر رکھا تھا۔ امام احمد رضا نے اپنے علم سے، قلم سے، مال اور رقم سے، اپنی زبان اور اپنے کلام سے غرض یہ کہ اپنے پورے وجود سے قوم و ملت کی فلاح و نجات و اصلاح کا کارنامہ انجام دیا۔

امام احمد رضا کی باطل پرستوں کو للکار

امام احمد رضا کا عہد مسلمانانِ عالم بالخصوص مسلمانانِ برصغیر کے لیے بڑا ہی قاتل عہد تھا۔ ایک طرف تو اسلام اور مسلمانوں پر کفار و مشرکین، حکومتِ انگلشیہ، عیسائی مشنری وغیرہ کے حملے نیز بھانت بھانت کے سیاسی، سماجی، معاشی، تہذیبی، تعلیمی اور سائنسی نظریات و افکار اور تھیوریوں و اُصولوں کی یلغار، دوسری جانب بنام اسلام بد مذاہب کی ریشہ دوانیاں، اسلام کے صاف ستھرے امیج کو پامال کرنے کا فتنہ، تقدیسِ الوہیت، عصمتِ رسالت اور عظمتِ اولیا پر ضربِ کاری۔ بڑا ہی عجیب عالم تھا اور ایسے جان لیوا اور ایمان سوز عالم میں ہر طرف ایک سناٹا برپا تھا، ایک خموشی طاری تھی۔ کسی بھی جانب

سے ان حملوں کا دفاع کرنے کے لیے کوئی صدا بلند ہو رہی تھی نہ ہی کوئی میدانِ عمل میں اُترنے کو تیار نظر آ رہا تھا۔ ایسا نہیں کہ مدارسِ اسلامیہ میں تالے پڑ گئے تھے۔ نہیں، نہیں، مدارس میں درس وتدریس کا سلسلہ جاری تھا۔ ایسا بھی نہیں کہ دارالافتا کے مفتیانِ کرام کے قلم مفلوج اور ان کی دوات کی سیاہی سوکھ گئی تھی بلکہ وہاں سے فتاویٰ بھی دیے جا رہے تھے اور یہ بھی نہیں تھا کہ خانقاہوں کی رونقیں سرد پڑ گئی ہوں۔ وہاں ذکر وفکر کی محفلیں آراستہ تھیں لیکن ان سب کے باوجود ہر طرف سناٹا بر پا تھا۔ کسی مدرسے سے کوئی عالم یا معلم، کسی دارالافتا سے کوئی مفتی یا فقیہ اور کسی خانقاہ سے کوئی صوفی یا پیر گستاخانِ خدا اور رسول اور باغیانِ اسلام سے نبرد آزمائی کے لیے میدانِ عمل میں اُترنے کو تیار نظر نہیں آ رہا تھا۔ ایسی بے حسی اور خموشی کے عالم میں بریلی کے فاضل، اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا کی للکار سناٹے کو چیرتی ہوئی بلند ہوتی ہے ۔

کلکِ رضا ہے خنجرِ خونخوار، برق بار — اعدا سے کہہ دو خیر منائیں، نہ شر کریں

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے — کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

امام احمد رضا اس طرح اپنے آقا حضور علیہ التحیۃ والثنا کی رفعتِ شان کا اہتمام کرتے ہوئے

اِک طرف اعدائے دیں، ایک طرف حاسدیں — بندہ ہے تنہا شہا تم پہ کروڑوں درود

اعدائے اسلام سے نبرد آزمائی کے لیے میدان میں اُتر پڑتے ہیں۔

آپ نے جہاں ایک جانب کفار ومشرکین بہ شمول نصاریٰ، عیسائی مشنریوں اور پادریوں نیز روافض وخوارج کے رد میں نہ کٹنے والے دلائل سے پُر کتابوں کی قطاریں لگا دیں۔ وہیں دوسری جانب برصغیر میں وہابیت کا بیج بونے والے مولوی اسماعیل دہلوی کی خبر لی۔ اپنی ایک تصنیف ''الکوکبة الشهابية فی کفريات ابی الوهابية'' میں ستر (۷۰) وجوہ سے مولوی اسماعیل دہلوی پر لزومِ کفر ثابت کیا۔ علاوہ اس کے ''سبحان السبوح فی عیب کذب مقبوح'' اور ''سل السيوف الهنديه علىٰ کفريات بابا النجدية'' وغیرہ تصانیف میں بھی اسماعیل دہلوی کا ردِ بلیغ فرمایا۔

امام احمد رضا کا اہم تجدیدی کارنامہ

یہ امام احمد رضا کے تجدیدی کارناموں میں سب سے اہم کارنامہ ہے۔ لیلائے نجد کے مجنونوں، دیوبند کے عناصرِ اربعہ، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، مولوی اشرفعلی تھانوی، مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی قاسم نانوتوی نیز قادیانی دھرم کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کی کفری عبادتوں پر حرمین شریفین اور دیگر بلادِ اسلامیہ کے علما و مشائخ سے کفر وارتداد کا فتویٰ لینا اور ان ظالمانِ دہر کے چہروں سے اسلام اور مسلمانیت کا جھوٹا نقاب اُٹھا کر ملتِ اسلامیہ کو ان کے فتنوں اور ان کے دامِ کفر وارتداد سے محفوظ رکھنا۔ حرمین طیبین کے علما و مشائخ کے فتاویٰ کو امام احمد رضا نے ''حسام الحرمين علىٰ منحر الكفر والمين'' نامی کتاب میں شائع کر کے عام کر دیا۔

سائنس کا اسلامیائزیشن

امام احمد رضا نے تمام اعدائے اسلام و باغیانِ اسلام کا رد وتردید اور ان کی سرکوبی کرتے ہوئے اسلامی عقائد کا تحفظ کیا اور تقدیسِ الوہیت، عصمتِ رسالت وعظمتِ اولیا کا پرچم بلند کیا۔ آپ نے صرف مذہبی حملوں سے ہی اسلام اور مسلمانوں کا تحفظ نہیں کیا بلکہ اسلامی اصولوں سے متصادم باطل سائنسی اور فلسفیانہ نظریات کا بھی رد کر کے، سائنس دانوں اور فلسفیوں کا تعاقب کرتے ہوئے بھی اسلامی عقائد کا تحفظ کیا اور مسلمانوں کو سائنس وفلسفہ کی فتنہ انگیز اور ایمان سوز تھیوریوں سے آگاہ کیا۔

سائنس آسمان کے وجود کی منکر ہے اور زمین کو متحرک مانتی ہے جب کہ قرآن حکیم سے آسمان وزمین کے سکون پر نص قطعی ہے۔ افسوس ہے کہ کل بھی مسلمانوں کی اکثریت سائنس دانوں ہی کے نظریے کی قائل تھی اور آج بھی یہی عالم ہے اور اس طرح کا عقیدہ رکھنا قرآن کا انکار ہے اور یہ کفر ہے۔ امام احمد رضا نے سائنس کے اس نظریے کے ابطال اور مسلمانوں کے ایمان وعقائد کے تحفظ اور قرآنِ حکیم کے فرمان کی حقانیت کے ثبوت میں مندرجہ ذیل کتابیں تصنیف فرمائیں:

☆ نزولِ آیاتِ فرقان بہ سکونِ زمین وآسمان

☆ فوزِ مبین در ردِّ حرکتِ زمین

''نزولِ آیاتِ فرقان بہ سکونِ زمین وآسمان'' میں امام احمد رضا نے قرآنی آیات اور تفاسیرِ معتبرہ سے زمین وآسمان کا ساکن ہونا ثابت کیا ہے نیز ''فوزِ مبین در ردِّ حرکتِ زمین'' میں گیلیلیو، کپلر، نیوٹن، ہرشل وغیرہ مغربی سائنس دانوں کا ردّ وتعاقب فرمایا ہے اور عقلی وسائنسی دلائل سے ہی زمین کا ساکن ہونا ثابت کیا ہے۔

فلسفۂ قدیمہ کے ردّ بالخصوص زمانے کے قدیم ہونے کے ردّ میں نیز افلاک وغیرہ کے سلسلے اور فیثاغورث کے جیومیٹری کے تھیورم کی تردید میں امام احمد رضا نے ایک کتاب ''الکلمة الملهمه فی الحکمة المحکمة '' لکھی۔ آپ نے طوسی، ملا محمد جونپوری، شمس الدین مبارک اور بوعلی سینا وغیرہ کا بھی ردّ وتعاقب کیا۔

پروفیسر البرٹ ایف پورٹا کی باطل پیشین گوئی کے ردّ میں آپ نے ایک کتاب ''معینِ مبین بہر دورِ شمس وسکونِ زمین'' لکھی۔

اس طرح امام احمد رضا نے سائنس اور فلسفہ کی تھیوریوں کے اسلام پر حملے کا منہ توڑ جواب دیا۔ آپ کا کمال یہ ہے کہ آپ نے سائنس کو بھی اسلامی رنگ میں رنگ دیا۔

سائنس کی حمایت میں جب پروفیسر حاکم علی لاہوری نے آپ سے یہ استدعا کی کہ

''غریب نواز کرم فرما کر میرے ساتھ متفق ہو جاؤ تو پھر ان شاء اللہ تعالیٰ سائنس کو اور سائنس دانوں کو مسلمان کیا ہوا پائیں گے۔''

تو امام احمد رضا نے اس طرح جواب دیا:

''محبِ فقیر! سائنس یوں مسلمان نہ ہوگی کہ اسلامی مسائل کو آیات ونصوص میں تاویلات دور از کار کر کے سائنس کے مطابق کر لیا جائے۔ یوں تو معاذ اللہ! اسلام نے سائنس قبول کی نہ کہ سائنس نے اسلام۔ وہ مسلمان ہوگی تو یوں کہ جتنے اسلامی مسائل سے اُسے خلاف ہے سب میں اسلامی مسئلے کو روشن کیا جائے، دلائلِ سائنس کو مردود وپامال کر دیا جائے، جا بجا سائنس ہی کے اقوال سے اسلامی مسئلے کا اثبات ہو، سائنس کا ابطال واسکات ہو، یوں قابو میں آئے گی۔۔۔'' (نزولِ آیاتِ فرقان بہ سکونِ زمین وآسمان''، ص: ۲۵، مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئی)

امام احمد رضا کے پیش کردہ عقائد

امام احمد رضا نے سنت کا احیا کیا، دین وملت کی تجدید فرمائی اور بدمذہبی وباطل کا ردّ کر کے وہی مسلکِ حقہ اور اسلامی عقیدہ پیش فرمایا جو اہلِ بیت اطہار، صحابہ کرام، تابعین وتبع تابعین، ائمہ مجتہدین، غوث وخواجہ، صوفیا، اولیا اور علما کا مسلک تھا اور آج بھی سوادِ اعظم کا وہی مسلک ہے۔ حق تو یہ ہے کہ سُنّی اسلام ہی اصل اسلام ہے اور امام احمد رضا نے اسی اسلام کو پیش فرمایا۔

اعمال کی تلقین:

عقائدِ حقہ کے ساتھ اعمال کی ادائیگی بھی لازمی ہے۔ شریعت وسنت کی پابندی سے ہی صالح اسلامی معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ امام احمد رضا نے جہاں ہر طرح سے اور ہر محاذ پر اعدائے اسلام اور غدارانِ اسلام نبرد آزمائی کی، باطل کی سرکوبی کی اور مسلمانوں کے عقائد کا تحفظ کر کے اصل اسلامی عقائد اور مسلکِ حق پیش فرمایا، وہیں فرائض وواجبات اور دیگر اعمال کی بھی تلقین کی۔ مسلمانوں کو شریعت وسنت کی پابندی کی بھرپور مساعی کی۔ احکامِ شریعت اور دینی مسائل کی وضاحت فرمائی۔ نماز، روزہ، حج وزکوۃ نیز تیمم، وضو، غسل وغیرہ کے طریقے بتائے اور حلال وحرام، مکروہ ومستحب وغیرہ کی وضاحت بھی کی اور محاسبۂ نفس کا بھی درس دیا۔ فتاویٰ رضویہ، دیگر کتبِ فقہ وغیرہ ان سچائیوں کے گواہ ہیں۔ کس قدر دردکے ساتھ فرماتے ہیں

سونا جنگل، رات اندھیری، چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے
سونا پاس ہے، سونا بن ہے، سونا زہر ہے اُٹھ پیارے
تُو کہتا ہے نیند ہے میٹھی، تیری مت ہی نرالی ہے
یہ جو تجھ کو بلاتا ہے، یہ ٹھگ ہے مار ہی رکھے گا
ہائے مسافر دم میں نہ آنا مت کیسی متوالی ہے

دن لہو میں کھونا تجھے شب صبح تک سونا تجھے
شرمِ نبی، خوفِ خدا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
رزقِ خدا کھایا کیا، فرمانِ حق ٹالا کیا
شکرِ کرم، ترسِ خدا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

ردِّ بدعات ومنکرات:

صالح اسلامی معاشرے کے لیے بدعات ومنکرات، خرافات وخرابات اور غیر اسلامی رسم ورواج کا دفعیہ اور ان سے اجتناب ضروری ہے۔ امام احمد رضا نے خالص اسلامی معاشرے کی تشکیل کے لیے تمام باطل اور غیر اسلامی رسم ورواج اور بدعات ومنکرات کا ردّ فرمایا۔ امام احمد رضا نے محسوس کیا کہ مسلمانوں کو بہت سی بیماریاں دق کیے ہوئی تھیں۔ کچھ خاص امراض اور بدعات ومنکرات جن میں مسلمان مبتلا تھے، حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ طریقت کو شریعت سے جدا کرنا
۲۔ روزمرہ زندگی میں کفار ومشرکین کے طریقوں کو اپنانا
۳۔ قرآن سنانے پر اجرت لینا
۴۔ وعظ پر اجرت لینا
۵۔ تصویر کشی اور بزرگوں کی تصویروں کو آویزاں کرنا اور انہیں احترام پیش کرنا
۶۔ فرضی مزارات بنانا
۷۔ مزارات کا طواف اور بوسہ ومزارات کے سامنے سجدہ کرنا
۸۔ قبروں پر اگربتی اور لوبان جلانا

۹۔سجدۂ تعظیمی
۱۰۔عورتوں کا قبرستان میں جانا اور مزارات پر ان کی حاضری
۱۱۔قرآن شریف سے فال کھولنا، شگون لینا
۱۲۔داڑھی منڈانا
۱۳۔انگریزی وضع قطع اختیار کرنا
۱۴۔عورتوں کا بے پردگی اور مردانہ وضع اختیار کرنا
۱۵۔پیروں کا عورتوں سے بے پردہ میل ملاپ اور انہیں بیعت کرنا، ان سے دست بوسی و قدم بوسی کرانا
۱۶۔مزامیر کے ساتھ سماع کرنا
۱۷۔دعوتِ میت
۱۸۔غیر شرعی جہیز کی لعنت
۱۹۔دینی تعلیم سے بے رغبتی
۲۰۔تجارت اور صنعت و حرفت سے کنارہ کشی
۲۱۔محرم میں سوگ منانا، عزاداری اور روافض کی پیروی
۲۲۔ختنہ، عقیقہ و بسم اللہ خوانی وغیرہ کے مواقع پر بے ہودہ مراسم۔ باجا، تماشا، ناچ گانا وغیرہ
۲۳۔گداگری
۲۴۔عورتوں کی مجاوری وغیرہ

امام احمد رضا نے ان تمام بیماریوں کا علاج بتایا اور بدعات و منکرات کا رد کر کے اسلامی معاشرے کی تشکیل کا سامان فراہم کیا۔

ان کے رد میں لکھی ہوئی مندرجہ ذیل تصانیفِ رضا ملاحظہ کی جا سکتی ہیں:

۱۔مقال عرفاء باعزاز شرع وعلماء
۲۔فتاویٰ رضویہ، سوم و چہارم و پنجم
۳۔فتاویٰ افریقہ
۴۔احکامِ شریعت، حصہ دوم
۵۔عرفانِ شریعت
۶۔لمعۃ الضحیٰ
۷۔الزبدۃ الزکیہ فی تحریم سجود التحیۃ
۸۔رسالہ تعزیہ داری
۹۔ہادی الناس
۱۰۔عطایا القدیر
۱۱۔خیر الآمال
۱۲۔الملفوظ
وغیرہا

امام احمد رضا کا نظریۂ تعلیم

علم کی عظمت اور اہمیت و افادیت دنیا کی ہر قوم کے نزدیک مسلّم ہے لیکن اسلام میں تو معلّمِ کائنات، پیغمبر اسلام ﷺ نے طلبِ علم کو ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض قرار دیا ہے۔ اسلامی شریعت کا ماخذ اوّل قرآن حکیم کا ہر ہر نقطہ علمی ہے اور یہ مقدس کلامِ الٰہی تمام جائز نقلی اور عقلی علوم و فنون کا سرچشمہ ہے۔ علم کے بغیر اسلام کے کسی بھی اصول کی کماحقہ پابندی ہو ہی نہیں سکتی۔ اسلام اور دیگر اقوام و مذاہب کے طلبِ علم کے نظریے میں فرق ہے۔ دیگر اقوام کے نزدیک حصولِ علم کا مقصد صرف حصولِ دنیا ہے مگر اسلام میں حصولِ علم کا مقصد دنیا اور دین، دونوں کی بھلائی ہے۔ علمِ دین کے بغیر دنیوی علم کا حصول بے کار ہے۔ حضور ﷺ کی حدیث پاک طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمه کے تحت امام احمد رضا نے ہر مسلمان مرد اور عورت کے لیے عقائد ضروریہ دینیہ کے علم کو واجب و لازم قرار دیا ہے اور اس کے بعد دنیوی علوم کے حصول کو غلبۂ اسلام کے لیے ضروری قرار دیا ہے نہ کہ ملازمت یا دنیوی اقتدار اور عیش و عشرت کے لیے، ہاں دنیا کی اس بھلائی کے لیے جس کا تعلق دین سے ہو۔

امام احمد رضا نے ہمیشہ طلبِ علمِ دین اور فروغِ علمِ دین پر بہت زور دیا ہے اور اسے سب سے زیادہ اہم و عظیم بتایا ہے۔ اس علم کے بغیر مسلمان اپنے دین پر کاربند رہ ہی نہیں سکتا۔

امام احمد رضا نے ۱۸۹۴ء میں اپنا ایک تعلیمی منصوبہ بھی پیش فرمایا تھا جو دس نکات پر مشتمل تھا۔ جس کا لبِ لباب ہے معرفتِ الٰہی، محبتِ رسالت پناہی اور صالح اسلامی معاشرے کی تشکیل۔ امام احمد رضا کا یہ تعلیمی منصوبہ مسلمانوں کے دینی و دنیوی فلاح اور غلبۂ اسلام پر مبنی تھا۔ یہ تعلیمی منصوبہ جتنا موثر اور مفید عہدِ رضا میں تھا، اتنا آج بھی ہے بہ شرط یہ کہ اس پر عمل کیا جائے۔

امام احمد رضا سائنسی و ریاضیاتی علوم کے مخالف نہیں تھے البتہ ان کا نظریہ یہ تھا کہ ہر سائنسی اور دیگر علومِ عقلیہ کی تھیوریوں کو قرآن و سنت کی کسوٹی پر پرکھا جائے۔ اگر یہ ان پر کھرے اترتے ہوں تو قبول کیا جائے ورنہ ان کا رد و ابطال کیا جائے۔

امام احمد رضا فرماتے ہیں:

۱۔ ''سائنس اور مفید علومِ عقلیہ کی تحصیل میں مضائقہ نہیں مگر ہیئتِ اشیا سے زیادہ خالقِ اشیا کی معرفت ضروری ہے۔'' (بہ حوالہ پروفیسر محمد مسعود احمد علیہ الرحمہ، دار العلوم منظر اسلام، ص:۱۰)

۲۔ ''مطلقاً علومِ عقلیہ کی تعلیم و تعلم کو ناجائز بتانا یہاں تک کہ بعض مسائلِ صحیحہ مفیدہ و عقلیہ پر اشتمال کے باعث توضیح و تلویح جیسے کتبِ جلیلہ عظیمہ دینیہ کے پڑھانے سے منع کرنا سخت جہالت شدیدہ و سفاہت بعیدہ ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۲۳، ص:۶۳۴)

۳۔ ''ہاں! جو شخص ضروریاتِ دینِ مذکورہ سے فراغت پا کر اقلیدس، حساب، مساحت، جغرافیہ وغیرہ وہ فنون پڑھے جن میں کوئی امر مخالفِ شرعی نہیں تو ایک مباح کام ہوگا جب کہ اس کے سبب کسی واجبِ شرعی میں خلل نہ پڑے۔'' (ایضاً، ص:۸۴۶)

امام احمد رضا انگریزی تعلیم اور تہذیب کو اسلام اور مسلمانوں کے لیے سخت خطرہ اور غیر مفید سمجھتے تھے اور انگریزی تعلیم و تہذیب سے متنفر تھے۔ تحریر فرماتے ہیں:

۱۔ ''انگریزی اور بے سود تضیع اوقات تعلیمیں جن سے کچھ کام دین تو دین دنیا میں بھی نہیں پڑتا جو صرف اس لیے رکھی گئی ہیں کہ لڑکے ایں و آں مہملات میں مشغول رہ کر دین سے غافل رہیں کہ ان میں حمیتِ دینی کا مادہ ہی پیدا نہ ہو، وہ جانیں ہی نہیں کہ ہم کیا ہیں اور ہمارا دین کیا ہے؟'' (المحجة المؤتمنه فی آية الممتحنه، ص:۹۳)

۲۔ ''انگریزی وضع کے کپڑے پہننا حرام، اشد حرام اور انہیں پہن کر نماز مکروہِ تحریمی، قریب بہ حرام، واجب الاعادہ کہ جائز کپڑے پہن کر نہ پھیرے تو گناہ گار، مستحقِ عذاب۔ والعیاذ باللہ العزیز الغفار۔'' (فتاویٰ رضویہ قدیم، جلد سوم، ص:۲۴۲)

امام احمد رضا انگریزی تعلیم و تہذیب کے مخالف تھے البتہ انگریزی زبان (نفسِ زبان) سیکھنے کے خلاف نہیں تھے۔ فرماتے ہیں:

''اگر جملہ مفاسد سے پاک ہو تو علومِ آلیہ مثل ریاضی، ہندسہ و حساب و جبر و مقابلہ و جغرافیہ و امثال ذلک ضروریاتِ دینیہ سیکھنے کے بعد سیکھنے کی کوئی ممانعت نہیں، کسی زبان میں ہو اور نفسِ زبان کا سیکھنا کوئی حرج رکھتا ہی نہیں۔'' (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد:۲۳، ص:۷۰۶)

امام احمد رضا نے تعلیمی و تہذیبی شعبہ ہائے حیات (یہ شعبہ ہائے حیات سماجی شعبۂ حیات سے منسلک ہیں) میں رہبری و رہنمائی فرما کر مسلمانوں کے فلاح و نجات کا سامان فراہم کیا۔

معاشی شعبۂ حیات میں راہنمائی:

تجارت اور صنعت و حرفت کے فروغ سے ہی معاشی استحکام حاصل ہو سکتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ فضول خرچی پر بھی کنٹرول کیا جائے۔

امام احمد رضا نے مسلمانوں کو گورنمنٹ ملازمت کے پیچھے بھاگنے کے بجائے تجارت اور صنعت وحرفت کے فروغ کی ترغیب دی ہے۔ تجارت تو انبیا اور سیّدالانبیا علیہم السلام نیز بزرگانِ دین کی سنت ہے اور مسلمان ہمیشہ سے صنعت وحرفت میں آگے رہے ہیں لہٰذا امام احمد رضا نے انہیں اس جانب متوجہ کیا ہے۔

امام احمد رضا نے ۱۹۱۲ء میں مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے سلسلے میں جو رسالہ ''تدبیر فلاح ونجات واصلاح'' تصنیف فرمایا تھا، اس میں آپ نے چار نکات پیش فرمائے ہیں۔ ان میں پہلے تین نکات معاشیات سے ہی متعلق ہیں اور چوتھا فروغِ علم دین ہے۔ فروغِ علمِ دین کو امام احمد رضا نے سب سے اہم و عظیم بتایا ہے اور ظاہر ہے کہ علمِ دین کے بغیر مذہب پر پابندی ہو ہی نہیں سکتی اور امام احمد رضا نے مذہب کو ہر شے پر مقدم رکھا ہے اور تمامی شعبہ ہائے حیات پر مذہب ہی کی بالادستی اور حکمرانی لازمی ہے تا کہ کسی بھی شعبۂ حیات بالخصوص سیاسی شعبۂ حیات میں عدم توازن نہ پیدا ہو اور اس کے ساتھ ساتھ دیگر دو اہم شعبے سماجی شعبۂ حیات اور معاشی شعبۂ حیات میں بھی توازن برقرار رہے۔ رسالہ ''تدبیر فلاح ونجات واصلاح'' میں پیش کردہ نکات کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

۱۔ باستثنا ان امور کے جن میں حکومت کی دست اندازی ہو، کے سوا اپنے نزاعی معاملات آپس میں شریعت کی روشنی میں علما سے کرائیں اور کورٹ کچہریوں میں اپنی رقم خرچ نہ کریں۔

۲۔ اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدیں اور اپنا خام مال غیروں کو دے کر ان سے تجارت نہ کریں البتہ اپنا تیار کردہ مال ایکسپورٹ کر سکتے ہیں۔

۳۔ بمبئی، کلکتہ، مدراس، حیدر آباد وغیرہ بڑے شہروں کے تونگر مسلمان اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے بے سودی بینک قائم کریں۔

۴۔ دین کی رسّی کو مضبوطی سے تھامے رہ کر علمِ دین کی ترویج واشاعت کریں۔

پروفیسر رفیع اللہ صدیقی نے پہلے تین نکات کا جائزہ اپنے رسالہ ''فاضلِ بریلوی کے معاشی نکات'' میں معاشیات کی روشنی میں پیش کیا ہے اور دکھایا ہے کہ بچت = سرمایہ داری

برطانوی نومسلم پروفیسر ڈاکٹر محمد ہارون نے امام کے اس چار نکاتی پروگرام کا تفصیلی جائزہ پیش کیا ہے۔ جس میں مسلم معاشیات کے ساتھ ساتھ مسلم سیاست اور مسلم معاشرے کی تشکیل پر بھی بحث کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

۱۔ لبرل، سیکولر اسٹیٹ مثل برطانیہ و بھارت میں منصوبۂ رضا پر بہ آسانی عمل کیا جاسکتا ہے۔

۲۔ مسلم ممالک میں اس منصوبے پر عمل بہت آسان ہے اور مسلمان اس پر عمل کر کے مشترکہ منڈی اور بین الاقوامی تجارت کو فروغ دے سکتے ہیں اور معاشی طور پر مستحکم ہو کر مغربی طاقتوں کو اسلامی حکومتوں میں دخل اندازی سے روک سکتے ہیں اور انہیں جھکا سکتے ہیں۔

۳۔ مسلمان کسی سیاسی تحریک اور غیر مسلم ممالک میں سیاسی دخل اندازی اور اپنی سیاسی پارٹی کے قیام کے بغیر بہت تھوڑی سیاسی سرگرمی سے اپنا وقار دوبارہ بحال کر سکتے ہیں۔

۴۔ مسلمانوں کو گورنمنٹ سروس کے پیچھے بھاگنے کے بجائے صنعت وحرفت اور تجارت پر بھرپور توجہ دینی چاہیے اور رواداری و حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے خود کو مستحکم کرنا چاہیے۔

۵۔ مدرسہ، مسجد اور خانقاہ کے ذریعے تبلیغی مشن، علمِ دین اور طریقت کو فروغ دینا چاہیے اور رفاہی، فلاحی و خیراتی اداروں کو پروان چڑھانا چاہیے۔

۶۔ مسلمانوں کو سیکولر اسٹیٹ میں ایک ایسا مسلم جزیرہ یعنی مسلم معاشرہ پروان چڑھانا چاہیے جہاں دین اور علماء وصلحاء کی قیادت وحکمرانی ہو اور

اس طرح وہ اسٹیٹ سے بھی وابستہ رہیں اور اپنے مذہبی وملّی معاملے میں خودمختار رہیں۔ (ملخصًا۔امام احمد رضا کا عظیم اصلاحی منصوبہ (انگریزی)۔ترجمہ اردو،از ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی)

امام احمد رضا نے اپنے فتاوٰی کے ذریعے زراعتی وزمینی کاروبار نیز دیگر نوع کی تجارت کے جواز اور عدم جواز پر بھی روشنی ڈالی ہے۔آپ نے اپنے دوسرے حج وزیارت پر کرنسی نوٹ کے جواز پر تصنیف کردہ کتاب "کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم" میں بے سودی بینکنگ کے نظام پر روشنی ڈالتے ہوئے متعدد طریقوں سے نفع حاصل کرنے کے طریقے بھی بتائے ہیں۔

امام احمد رضا نے معاشی شعبۂ حیات میں مسلمانوں کی بھرپور رہنمائی فرمائی ہے اور ان کے معاشی استحکام کے ساتھ ساتھ اتحاد بین المسلمین اور علما کی قیادت کو تسلیم کرنے کا درس بھی دیا ہے۔آپ کے ۱۹۱۲ء کے چار نکاتی پروگرام مشمولہ تصنیفِ لطیف "تدبیرِ فلاح ونجات واصلاح" سے یہ حقیقت واضح ہے۔

سیاسی شعبۂ حیات میں رہنمائی:

سیاست کو مذہب کے بعد سب سے بڑی طاقت مانا گیا ہے اور یہ اسلام ہی کا خاصا ہے کہ اس نے شعبہ ہائے حیاتِ انسانی بہ شمول سیاسی شعبۂ حیات پر مذہب کی حکمرانی اور بالادستی قائم کردی ہے۔سیاسی شعبۂ حیات پر خاص طور سے مذہب کی گرفت ضروری ہے اور جب سیاست مذہب کی گرفت سے آزاد ہوجاتی ہے تو یہ بہ ذاتِ خود سب سے بڑی طاقت بن کر چنگیزیت کا روپ دھار لیتی ہے۔

امام احمد رضا نے مذہب ہی کے حوالے سے مسلمانوں کی سیاسی رہبری فرمائی اور اپنے آخری دور میں اٹھنے والی ہر سیاسی تحریک کا رد کیا اور مسلمانوں کو ان کی ہولناکی سے آگاہ کیا اور حتی الامکان ان سیاسی تحریکوں کے خطرے سے محفوظ رکھنے کی کوشش کی۔

۱۔تحریکِ خلافت و ۲۔تحریکِ ترکِ موالات:

پہلی جنگِ عظیم کے بعد ۱۹۱۹ء میں ترکوں پر انگیریزوں کے مظالم کے خلاف ہندوستان میں "تحریکِ خلافت" کا آغاز ہوا اور یہ تحریک طوفان کی طرح پورے ملک میں پھیل گئی اور بچہ بچہ فرنگیوں سے نفرت کرنے لگا۔اس ہمہ گیر نفرت کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے مسٹر موہن داس کرم چند گاندھی نے ۱۹۲۰ء میں کانگریس کی طرف سے تحریکِ ترکِ موالات کا اعلان کردیا۔

امام احمد رضا انگریز،انگریزی حکومت،انگریزی تعلیم وتہذیب وغیرہ سے سخت متنفر تھے۔ترکوں پر فرنگیوں کے مظالم کے خلاف آپ نے صدائے احتجاج بھی بلند کی اور سلطنتِ عثمانیہ ترکیہ کی حمایت واستعانت میں جو عملی کوششیں کرسکتے تھے،کیں۔اس سلسلے میں "جماعت انصار الاسلام" قائم کی،خود چندہ دیا اور اپنے زیرِ اثر لوگوں سے دلوایا،مسلمانوں کو اسلامی سلطنت کی امداد واعانت پر توجہ ورغبت دلائی،تحفظِ سلطنتِ اسلام کی مفید وکارگر تدبیریں بتائیں البتہ چوں کہ سلطنتِ عثمانیہ شرعی اعتبار سے خلافت نہیں تھی لہٰذا آپ نے اسے خلافت تسلیم کرنے والے صاحبان مثل ابوالکلام آزاد اور مولانا عبدالباری فرنگی محلی وغیرہ کا رد وتعاقب کیا اور اس سلسلے میں ایک کتاب "دوام العیش فی الائمة من قریش" لکھ کر ثابت کیا کہ خلافتِ اسلامیہ کے لیے دیگر شرائط کے ساتھ "قرشیت" کی شرط لازمی ہے۔

امام احمد رضا نے ترکی کی سلطنت کی حمایت واعانت کو فرضِ کفایہ [۱] لکھا اور آپ نے مسلمانوں کو متنبہ کرتے ہوئے اس تحریک کی مخالفت کی وجہ بھی بیان کی۔لکھتے ہیں:

"ترکوں کی حمایت تو محض دھوکے کی ٹٹی ہے،اصل مقصود بہ غلامیٔ ہنود سوراج کی چکھی ہے،بڑے بڑے لیڈروں نے جس کی تصریح کردی

ہے۔ بھاری بھرکم خلاف کا نام لو، عوام بھپریں، چندہ خوب ملے اور گنگا جمنا کی مقدس زمینیں آزاد کرانے کا کام چلے۔'' [۲]

[۱،۲: دوام العیش، ص: ۴۶، ۶۵]

امام احمد رضا انگریزی حکومت اور انگریزوں کے مخالف تھے لیکن وہ مسلمانوں کو اپنا مذہب برباد کرتا ہوا اور وطنیت کے نام پر مسلمانیت اور اسلام کو نثار ہوتا ہرگز نہیں دیکھ سکتے تھے۔ تحریکِ ترکِ موالات کی قیادت مسٹر گاندھی کے ہاتھوں میں تھی اور ابوالکلام آزاد، علی برادران مولانا شوکت علی و مولانا محمد علی جوہر اور مولانا عبدالباری فرنگی محلی وغیرہ اس تحریک کے لیڈروں میں شامل تھے۔ ظاہر ہے یہ مسلمانوں کے خلاف سیاست کی آڑ میں مذہبیت پر شدید حملہ تھا۔ غیر مسلمین اور خود مسلم لیڈران اسلامی تشخص تک قربان کر رہے تھے اور اسی لیے امام احمد رضا نے اس تحریک کا رد کیا ورنہ وہ ملکی آزادی کے ہرگز مخالف نہیں تھے اور نہ ہی حکومتِ انگلشیہ کے حمایتی تھے۔ ان باتوں کی سچائی کے لیے ماہرِ رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب علیہ الرحمہ کی کتاب ''گناہِ بے گناہی'' ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

یہ امام احمد رضا کی سیاسی بصیرت تھی اور ایک دینی و ملّی رہنما کی حیثیت سے انہوں نے تحریکِ ترکِ موالات کے طوفانی عالم میں اپنی دینی و ملّی غیرت کا ثبوت دیا اور آندھیوں کی زد پر دین و ایمان کا چراغ فروزاں رکھا۔ امام احمد رضا نے اس سلسلے میں ایک اہم کتاب ''المحجۃ المؤتمنۃ'' لکھ کر لیڈروں کا ردّ و تعاقب کیا اور مسلمانوں کو اس تحریک کی ہولناکی سے آگاہ کیا اور قرآن کی روشنی میں اسلام اور کفر و شرک کے اتحاد کو حرام قرار دیا۔

۳۔ تحریکِ ہجرت:

مسٹر گاندھی اور ان کے خاص حمایتی مسٹر ابوالکلام آزاد اور دوسرے نام نہاد مولویوں اور دانش وروں نے تحریکِ ترکِ موالات کے زمانے میں ہندوستان کو ''دار الحرب'' ٹھہرا کر مسلمانوں کو ہجرت کی ترغیب دی اور تحریکِ ہجرت کا فتنہ کھڑا کیا۔ امام احمد رضا غیر مسلموں کی اس چال کو سمجھ گئے۔ آپ پہلے ہی اپنی تصنیف ''اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام'' کے ذریعے یہ ثابت کر چکے تھے کہ ہندوستان ''دارالاسلام'' ہے۔ مولوی اشرفعلی تھانوی بھی اس مسئلے میں امام احمد رضا کے ہم نوا تھے۔ امام احمد رضا نے اس تحریک کا بھی ردّ فرمایا اور صاف اعلان کر دیا کہ

''رہا دارالاسلام اس سے ہجرتِ عامہ حرام ہے کہ اس میں مساجد کی ویرانی و بے حرمتی، قبورِ مسلمین کی بربادی، عورتوں، بچوں اور ضعیفوں کی تباہی ہوگی۔'' (فتاویٰ رضویہ، جلد: ۲، ص: ۲)

تاریخ شاہد ہے کہ جن مسلمانوں نے امام احمد رضا کی بات پر کان نہیں دھرا اور تقریباً ۱۸ ہزار مسلمان اپنا گھربار غیر مسلموں کے ہاتھوں اونے پونے بیچ کر افغانستان کی طرف ہجرت کر گئے۔ کچھ تو راستے ہی میں مر کھپ گئے، کچھ سرحد پر گولیوں کا نشانہ ہوئے اور وہاں سے بیرنگ لوٹا دیے گئے۔ جو بچے کھچے آئے وہ بے گھر اور بے در اور بے یار و مددگار ہو گئے اور کسی بھی لیڈر نے انہیں سہارا دیا نہ پناہ!

۴۔ تحریکِ جہاد:

مختلف سیاسی تحریکوں ہی کے دور میں اور مسلمانوں کو انگریزوں سے جہاد کی ترغیب دی گئی۔ غیر مسلموں کو اس طرح کی ترغیب نہیں دی گئی جب کہ وہ اکثریت میں تھے۔ ظاہر ہے سیاست پر اور ملکی آزادی کی آڑ میں یہ مسلمانوں کی جان، اُن کے مال اور ایمان کی تباہی و بربادی کی قاتل تحریک تھی۔

امام احمد رضا نے اس کا بھی نوٹس لیا اور فتویٰ دیا کہ

''مفلس پر اعانتِ مال نہیں، بے دست و پا پر اعانتِ اعمال نہیں ولہٰذا مسلمانانِ ہند پر حکمِ جہاد و قتال نہیں۔'' (دوام العیش، ص: ۱۰۸)

مزید ارشاد فرمایا: ''سلطانِ اسلام جس پر اقامتِ جہاد فرض ہے، اسے بھی کافروں سے پہل حرام ہے جب کہ ان کے مقابلے کے قابل نہ ہو۔''
(رسائلِ رضویہ، جلد:۲،ص:۱۰۵)

خلاصۂ کلام:

مجددِ دین وملت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نور اللہ مرقدہٗ نے حقیقی معنیٰ میں دین وملت کی تجدید کا کارنامہ انجام دیا، سنت کا احیاء فرمایا اور مسلمانوں کی ہر دینی ودنیوی معاملے میں مذہب ہی کے حوالے سے رہبری ورہنمائی کی، انہیں خوفِ الٰہی اور محبتِ رسالت پناہی کا درس دیا اور بندگی کا طریقہ اور زندگی کا سلیقہ عطا کیا۔ دینی، سیاسی، سماجی، معاشی، تعلیمی، تہذیبی وغیرہ ہر شعبۂ حیات مین اُن کے افکار ونظریات اور منصوبے ملتِ اسلامیہ کی فلاح ونجات واصلاح اور سربلندی وکامرانی کے ضامن ہیں اور ان کی ہر حکمتِ عملی مسلمانوں کی کامیابی کی کلید ہے۔

امام احمد رضا ملتِ اسلامیہ کے عظیم محسن اور سچے دینی قائد ہیں۔ ان کے منصوبوں پر عمل کر کے مسلمان آج بھی وقار وکامرانی اور سربلندی حاصل کرسکتا ہے اور اپنا دین اور دنیا سنوار سکتا ہے۔

ہزاروں رحمتیں ہوں اے امیرِ کارواں تجھ پر ÷ فنا کے بعد بھی باقی ہے شانِ رہبری تیری

کتابیات

۱۔قرآن حکیم

تصانیف امام احمد رضا

۲۔حدائقِ بخشش ۳۔تمہید ایمان ۴۔حسام الحرمین ۵۔فتاویٰ رضویہ مختلف جلدیں

۶۔فتاویٰ افریقہ ۷۔احکامِ شریعت ۸۔عرفانِ شریعت ۹۔مقال عرفاء

۱۰۔لمعۃ الضحیٰ ۱۱۔الزبدۃ الزکیہ ۱۲۔ہادی الناس ۱۳۔رسالہ تعزیہ داری

۱۴۔خیر الآمال ۱۵۔دوام العیش ۱۶۔المحجۃ المؤتمنہ ۱۷۔فوزِ مبین

۱۸۔نزولِ آیات ۱۹۔عطایا القدیر ۲۰۔تدبیر فلاح ونجات واصلاح ۲۱۔الکلمۃ الملہمہ

۲۲۔رسائلِ رضویہ

۲۳۔مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ: الملفوظ

۲۴۔پروفیسر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ: گناہِ بے گناہی

۲۵۔پروفیسر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ: مضمون دار العلوم منظر اسلام

۲۶۔پروفیسر رفیع اللہ صدیقی: فاضلِ بریلوی کے معاشی نکات

۲۷۔ڈاکٹر محمد ہارون مرحوم: امام احمد رضا کا عظیم اصلاحی منصوبہ (انگریزی۔ اردو ترجمہ از ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی)

فکرِ رضا میں اعتدال پسندی کے عناصر

مولانا انوار احمد خان بغدادی
(ریسرچ اسکالر جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی)

آج امت مسلمہ جن حالات سے دوچار ہے، وہ کسی پر مخفی نہیں ہے۔ خارجی اور داخلی، دونوں ہی محاذوں پر اسے سخت مشکلات کا سامنا ہے۔ بلکہ داخلی محاذ نہایت خطرناک صورت حال اختیار کر چکا ہے۔ جس کا اندازہ فلسطین، عراق، افغانستان اور پاکستان کے زمینی حقائق کے مطالعہ سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے، جہاں اسلام کا گلا اپنے ہی ماننے والوں کے ہاتھوں گھونٹا جا رہا ہے۔ اسلام کے ماننے والے ہی اسلام کی بدنامی اور اس کی شکست کا سبب بن رہے ہیں۔ روشن خیال اور اباحیت پسند مسلم مفکروں اور مسلم علماء کے درمیان بڑھتے فاصلے کسی حد تک اسلام کی اعتدال پسندی کو زک پہنچا رہے ہیں۔

لیکن آج جس سیکولر مزاج مسلم طبقہ پر بزور بازو اعتدال پسندی کی مہر جو ثبت کی جا رہی ہے، درحقیقت وہ طبقہ تفریط کا شکار ہے۔ اس کی حیثیت خواب میں ریت کا محل تیار کرنے والے سے زیادہ کی نہیں ہے۔ جبکہ وہ لوگ جنھیں انتہا پسند کے خطاب سے نوازا جا رہا ہے کسی حد تک یہ لوگ افراط و تشدد کے شکار ضرور ہیں تاہم اس تشدد کے پیچھے جبروتی طاقتوں کا ظلم و ستم کارفرما ہے۔ اس لئے بنیادی اسباب سے پہلو تہی کرتے ہوئے براہ راست صرف اسی طبقہ کو موردالزام ٹھہرانا بھی انصاف نہیں ہے۔ اس کے باوجود یہ دونوں ہی طبقے اسلام کی اعتدال پسندانہ مزاج کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ کوئی پر تشدد کارروائیوں کو ہی اسلام جانتا ہے اور کوئی ذلت آمیز، عزت فروش اور غیرت شکن لچکدار موقف کو ہی اسلام کا طرۂ امتیاز سمجھتا ہے۔

اعتدال پسندی کا مفہوم

اعتدال پسندی کا مطلب ”چاپلوسی“ یا ”صلح کلیت“ یا عصری مفہوم میں اباحیت پسندی اور سیکولرازم، قطعاً نہیں ہے۔ بلکہ اعتدال پسندی سے مراد وہ میانہ روی ہے، جو افراط و تفریط سے پاک ہو، جس کی تعلیم قرآن مقدس دیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے ”واقصد فی مشیک“ ”قصد“ لغت میں توسط کو کہتے ہیں اور ”مشي“ کا مطلب ”چال“ ہے۔ یعنی اے لوگو! تم اپنے اندر میانہ روی پیدا کرو! افراط و تفریط اور غلو فی الدین سے بچو اور اپنی روش میں اعتدال کا توازن گھٹنے مت دو کہ اسی میں تمہارے لئے کامیابی ہے۔ معلم انسانیت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غلو فی الدین کے انجام سے آگاہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: (ایاکم والغلو في الدین فانما أهلک من کان من قبلکم بالغلو في الدین) (مسند احمد ۱: ۲۱۵. والنسائی ۵: ۲۶۸ وابن ماجه ۲: ۱۰۰۸) : ”تم دین میں غلو سے بچو! کیونکہ تم سے پہلے دین میں غلو کرنے والے ہلاک ہو گئے“ اور ایک دوسری حدیث شریف میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انتہا پسندوں کی ہلاکت کا تذکرہ یوں فرماتے ہیں: (هلک المتنطعون، قالها ثلاثا) ”انتہا پسند ہلاک ہو گئے، آپ نے یہ بات تین بار فرمائی“ (مسلم، ۴: ۲۰۵۵)

اعتدال پسندی کی ضرورت واہمیت

کسی بھی نظام کی کامیابی کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کے اجزائے ترکیبی کے درمیان مکمل ہم آہنگی، اور گہرا ربط ہو ورنہ نظام عدم توازن کا شکار ہو کر معطل ہو جائیگا۔ خواہ کوئی مشینی نظام ہو یا پھر جسمانی نظام، ہر نظام کے لئے ضروری ہے کہ اس کے اجزاء ایک دوسرے سے مربوط اور متوازن ہوں۔ جس طرح سے ہمارے جسم کے اندر خدائے قدوس نے سخت اور نرم دو قسم کی ہڈیاں پیدا فرمایا ہے۔ اگر صرف سخت قسم کی ہڈیاں ہوتیں تو ہمارے اعضاء میں حرکت کی صلاحیت نہ رہ جاتی یا اگر صرف نرم اور ملائم ہڈیاں ہوتیں تو ہمارے قدموں میں کھڑے ہونے کی طاقت نہ ہوتی۔ ان دونوں قسم کی ہڈیوں کے ہی باہمی ربط سے ہمارے جسم کے اندر قیام اور حرکت کی صلاحیت پائی جاتی ہے جو کسی پر مخفی نہیں ہے۔ بالکل اسی طرح اسلام جو کہ ایک زندہ نظام ہے اگر اس کے تمام مواقف میں سختی ہوتی یا صرف اس کے وجود میں لچکیلے مواقف ہی ہوتے تو اس نظام کی عمر ۴ سیکنڈ سے بھی تجاوز نہ کر پاتی چہ جائے کہ ۱۴ ار سو سال۔ بلا شبہ اسلام کی یہی وہ خوبی ہے جو اس کی زندگی کا راز ہے۔

درحقیقت اسلام کی یہ ''میانہ روی'' وہ کامیاب حکمت عملی ہے جو افراط و تفریط سے خالی اور موقع و محل کی نزاکتوں سے ہم آہنگ انسان کے فطری جذبات کا سچا ترجمان ہے۔ جس کی خمیر میں عفو درگذر کا بھی عنصر ہے تو سرکشوں سے برسرِ پیکار ہونے کا سبق بھی۔ جس کی طبیعت میں صلح حدیبیہ کا لچکدار موقف ہے تو فتح مکہ کے وقت اکڑ کر چلنے کی صورت میں اسلامی نخوت کا اظہار بھی۔ جس کے مزاج میں تبلیغی اصول کے مطابق کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ رواداری، خاطر و مدارات اور دلجوئی کا جذبہ پایا جاتا ہے تو میدان بدر میں انہیں تبلیغی اصول کے تناظر میں اسلامی موقف کی قوت و صلابت بھی دیکھی جا سکتی ہے۔ جس کی روشن تاریخ میں برائے تالیف قلب یہودی پڑوسی کو گوشت پیش کرنے کا اعلیٰ اخلاقی نمونہ ہے تو یہودیوں کی عہد شکنی، اور ان کے مظالم کی سرکوبی کے لئے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تاریخی فیصلہ بھی ہے۔ گویا اسلام استقامت و محبت تصلب و مروت اور نرمی و شدت کا ایسا جامع مذہب ہے جس کی پاکیزہ تعلیمات ہر دور میں ہر فرد کے لئے قابل تقلید ہیں۔

یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ اسلام ایک فطری دین ہے اس کے اصول بھی فطرت کے عین مطابق ہیں بالکل مانند انسان جس کے خمیر میں مادہ و روح دونوں کی جلوہ گری ہے ڈاکٹر محمد فاضل جمالی اپنی کتاب ''تربیۃ الانسان الجدید'' میں لکھتے ہیں کہ: ''انسان اپنے مادی وجود میں نہ فیزیا ہے اور نہ ہی کیمیا اور نہ ہی کوئی مشین جیسا کہ مادہ پرست فلاسفروں کا گمان ہے۔ اور نہ ہی انسان مجرد روح ہے جس کا مادہ سے کوئی تعلق نہ ہو جیسا کہ کہنے والے کہتے ہیں بلکہ انسان مادہ و روح کے مجموعہ کا نام ہے''

درحقیقت انسان کی اسی فطرت کو ''وسطیت'' اور ''اعتدالیت'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جو (خیر الأمور اوسطها) کے تحت بہتری کا بہترین معیار ہے اور یہ بہتری کسی کو نصیب ہے تو وہ ہے امت مسلمہ جسے اللہ تعالیٰ نے ''خیر امت'' کا شرف بخشا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۱۱۰ میں فرماتا ہے: ''تم لوگوں کی رہنمائی کے لئے بہترین امت کے طور پر پیدا کئے گئے ہو''۔ اور بلا شبہ امت مسلمہ کی یہ خیریت وسطیت پر مبنی ہے اور یہی وسطیت اعتدال پسندی ہے جو غیرت اور رواداری کا بہترین مجموعہ ہے۔

امام احمد رضا بریلوی ایک اعتدال پسند مفکر

امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان (۱۹۲۱ء) ایسے عظیم عبقری شخصیت کا نام ہے جن کی فکری عمارت اسی بے مثال اسلامی اعتدالیت اور وسطیت سے تیار ہوتی ہے۔ ان کی فکر میں نہ تو اس قدر درشتی ہے کہ شیشہ ٹوٹ جائے اور نہ ہی اس قدر نرمی ہے کہ فکر کو استقلال ہی نہ ملے، آپ کے مواقف اور رجحانات تندی سے پاک اور منافقانہ لچکپن سے بالکل بیزار ہوتے ہیں۔ آپ کی مشہور زمانہ کتاب مجموعہ فتاویٰ "العطایا النبویہ في الفتاوی الرضویة" کا مطالعہ کرنے والا بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ آپ عصر حاضر میں صالح اسلامی اور معتدل فکر کے مالک ایک عظیم رہنما اور قائد ہیں۔ جن کی پیروی یقیناً ہمیں اس زمانہ میں نہ یہ کہ بہت ساری مصیبتوں سے نجات دلائے گی بلکہ ہماری دینی و دنیوی مقاصد کی تکمیل میں معاون بھی ثابت ہوگی۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان کے فتاوے رسائل اور کتابوں پر نظر ڈالنے کے بعد یہ بات یقینی طور پر کہی جاسکتی ہے کہ امام احمد رضا اسلامی وسطیت کے سچے ترجمان تھے۔ آپ کی فکر میں افراط و تفریط کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ آپ ایک معتدل مزاج، صاحب حکمت و تدبیر، گہری نظر، بلند سوچ رکھنے والے ایک سچے عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے۔ آپ کے دل میں عشق کی شمع اس قدر روشن تھی کہ تہمت اور بے جا الزامات کے باوجود آپ نے گستاخان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا سے کبھی کوئی سمجھوتہ نہیں کیا۔ گستاخ نبی کے لئے آپ ہمیشہ سیف مسلول بن کر عظمت مصطفیٰ کی حفاظت کرتے رہے۔ گستاخان نبی کے تعلق سے آپ کا سخت رویہ درحقیقت پیغمبر اسلام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آپ کی گہری محبت اور مطلوبہ عقیدت کی وجہ سے ہے۔

مولانا کوثر نیازی صاحب لکھتے ہیں: (مخالفین جس بات کو شاہ احمد رضا کا تشدد کہتے ہیں وہ تشدد نہیں، ان کا عشق رسول ہے، ان کا ادب و احتیاط ہے جو فتویٰ نویسی سے لیکر ترجمہ قرآن تک اور ترجمہ قرآن سے لے کر ان کی نعتیہ شاعری تک ہر جگہ آفتاب و ماہتاب بن کر ضوفشانی کر رہا ہے) (آئینہ رضویات، ۲: ۱۲۷)

پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین آرزو اعلیٰ حضرت کے بارے میں لکھتے ہیں:

(آپ کی ذات "الحب للہ والبغض للہ" کی زندہ تصویر تھی، اللہ و رسول سے محبت رکھنے والے کو اپنا عزیز سمجھتے، اللہ و رسول کے دشمن کو اپنا دشمن سمجھتے، اپنے مخالف سے بھی کج خلقی سے پیش نہ آئے۔ کبھی دشمن سے سخت کلامی نہ فرمائی بلکہ حلم سے کام لیا لیکن دین کے دشمن سے کبھی نرمی نہ برتی۔ اعلیٰ حضرت کی زندگی کا گوشہ گوشہ اتباع سنت کے انوار سے منور ہے۔) (آئینہ رضویات، ۲: ۲۱۴)

فکر رضا میں اعتدال پسندی کی جھلکیاں

- برائے نمونہ ملاحظہ ہوں اعتدال پسندی پر مبنی فکر رضا کی چند جھلکیاں۔

فکر رضا کی روشنی میں قبروں کو سجدہ کرنا نہ تو شرک ہے اور نہ ہی روا، بلکہ حرام ہے، اس سلسلے میں مجدد دین ملت شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمہ والرضوان نے ایک مستقل کتاب ہی تصنیف فرمائی ہے جس کا نام (الزبدة الزکیة فی تحریم سجود التحیة) ہے۔ اس کتاب میں اعلیٰ حضرت نے نہ تو قبروں پر سجدوں کی اجازت دی ہے اور نہ ہی سجدہ تعظیم کو کفر شرک کی بھینٹ چڑھایا ہے بلکہ قرآن و حدیث کی روشنی میں حرمت کا فتویٰ دے کر اسلامی اعتدال پسندی کی حرمت پامال ہونے سے بچانے ایک مبارک کوشش فرمائی ہے۔ تاکہ کسی بندہ مومن کے ایمان کے رشتے تار تار بھی نہ ہوں اور نہ ہی غیر اللہ کو سجدہ کرنے کی شہ ملے کیونکہ جہاں ایک توحید پرست ہونے کی حیثیت سے کسی مسلمان کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ کسی نبی یا ولی کی محبت

وتعظیم میں اس کے مزار پر سجدہ کرے وہیں دوسری طرف کسی صاحب فراست مومن کے لئے یہ بھی روا نہیں ہے کہ کسی مزار پر فرط محبت میں سجدہ کرنے والے توحید پرست عاشق پر شرک کا حکم لگائے۔ پہلے حکم میں افراط ہے جبکہ دوسرے حکم میں تفریط ہے کیونکہ کفر وشرک میں حالات ومواقف اور واقعی صورت حال کو بھی دخل ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے کہ اگر کوئی کافر کہے: (أنبت الربيع البقل) تو حقیقت پر محمول کیا جائیگا مگر یہی جملہ اگر مومن ادا کرے تو مجاز ہو گا کیونکہ اس کا یہ قول اس کے اعتقاد جازم کے خلاف ہے اس لئے مجاز پر ہی محمول کیا جائے گا۔ حقیقت پر محمول کرنا حقیقت ہی سے روگردانی کرنے کے مترادف ہوگا۔ اسی طرح سجدہ مجاز کو حقیقت پر محمول کر کے خود کو کفر وشرک کی دعوت دینا ہے۔

نصوص قطعیہ سے تمام صحابہ کرام کی عظمت ثابت ہے، سب کا ادب واحترام ہمارے لئے ضروری ہے اس لئے ان کے آپسی اختلافات کے پیش نظر ان میں سے کسی ایک کی اس طرح طرف داری کرنا کہ دوسرے کی توہین ہو جائے بلاشبہ قرآن وحدیث کے خلاف ایک غیر معتدل موقف ہے جس سے فکر رضا بالکل پاک ہے چنانچہ اسلاف کرام کے آپسی اختلافات سے الجھنے والوں کے لئے احتیاط اور اعتدال پسندی کی اعلیٰ مثال رقم کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں:

''بالجملہ ہم اہل حق کے نزدیک حضرت امام بخاری کو حضور پرنور امام اعظم سے وہی نسبت ہے جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور پرنور امیر المومنین مولی المسلمین سیدنا ومولانا علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی سے کہ فرق مراتب بے شمار اور حق بدست حیدر کرار، مگر معاویہ بھی ہمارے سردار، طعن ان پر بھی کار فجار، جو معاویہ کی حمایت میں عیاذا باللہ اسد اللہ کے سبقت واولیت وعظمت واکملیت سے آنکھ پھیر لے وہ ناصبی یزیدی، اور جو علی کی محبت میں معاویہ کی صحابیت ونسبت بارگاہ حضرت رسالت بھلادے وہ شیعی زیدی، یہی روش آداب بحمد اللہ تعالیٰ ہم اہل توسط واعتدال کو ہر جگہ ملحوظ رہتی ہے، یہی نسبت ہمارے نزدیک امام ابن الجوزی کو حضور سیدنا غوث اعظم، اور مولانا علی قاری کو حضرت خاتم ولایت محمدیہ شیخ اکبر سے ہے۔ نہ ہم بخاری وابن جوزی وعلی قاری کے اعتراضوں سے شان رفیع امام اعظم وغوث اعظم وشیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر کچھ اثر سمجھیں نہ ان حضرات سے کہ بوجہ خطائی الفہم معترض ہوئے الجھیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ان کا منشأ اعتراض بھی نفسانیت نہ تھا بلکہ ان اکابر محبوبانِ حذا کے مدارک عالیہ تک درس ادراک نہ پہنچنا لاجرم اعتراض باطل اور معترض معذور اور معترض علیہم کی شان ارفع واقدس۔ (رداع التعسف: ص:۱۰)۔

سبحان اللہ! ذرا دیکھیں کہ بزرگوں کے آپسی اختلافات سے نہ الجھنے کی نصیحت کتنی صالح تعمیری اور پاکیزہ فکر ہے۔ یہی شان فکر امام ہے۔

ہندوستان میں ہندو دھرم کے رواج کے مطابق اگر کسی بیوی کا شوہر مر جائے تو اسے دوبارہ شادی کی اجازت نہیں ہوتی، معاشرہ میں اس کو ایک منحوس عورت مانا جاتا ہے کہ اس کا شوہر مر گیا بلکہ کبھی کبھی تو زندہ بیوی کو مردہ شوہر کے ساتھ جلا دیا جاتا ہے۔ بلاشبہ ہندو سماج میں یہ فکر ناسور ہے اور صنف نازک پر کھلا ظلم ہے۔ دوسری طرف کچھ حضرات نکاح بیوہ کو فرض سمجھتے ہیں خواہ عورت راضی ہو یا نہ ہو۔ بلاشبہ ان دونوں فکروں میں غلو ہے اور دونوں فکروں میں عورتوں پر کھلا ظلم ہے۔ امام اہل سنت قرآن وحدیث کی روشنی میں بیوہ کے نکاح ثانی کے تعلق سے لکھتے ہیں:

''اس مسئلہ میں جاہلان ہندو فرقے ہو گئے ہیں: ایک اہل تفریط کہ نکاح بیوہ کو ہنود کی طرح سخت ننگ وعار جانتے اور معاذ اللہ حرام سے بھی زائد اس سے پرہیز کرتے ہیں نوجوان لڑکی بیوہ ہو گئی اگرچہ شوہر کا منہ بھی نہ دیکھا ہو اب عمر بھی یونہی ذبح ہوتی رہے ممکن ہے کہ نکاح کا حرف بھی زبان پر نہ لا سکے اگر ہزار میں ایک آدھ نے خوف خدا و ترس روز جزاء کر کے اپنا دین سنبھال کر نکاح کر لیا اس پر چار طرف سے طعن وتشنیع کی بوچھار ہے، بیچاری کو کسی مجلس میں جانا بلکہ اپنے کنبے میں منہ دکھانا دشوار ہے، کل تک فلاں بیگم یا فلاں بانو لقب تھا اب دوخصمی کی پکار ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ یہ برا کرتے اور بے شک برا کرتے ہیں باتباع کفار ایک بیہودہ رسم ٹھہرا لینی پھر اس کی بنا پر مباح شرعی پر اعتراض بلکہ بعض صور میں ادائے واجب

سے اعراض کیسی جہالت اور نہایت خوفناک حالت ہے، پھر حاجت والی جوان عورتیں اگر روکی گئیں اور معاذ اللہ بشامت نفس کسی گناہ میں مبتلا ہوئیں تو اس کا وبال ان روکنے والوں پر پڑے گا کہ یہ اس گناہ کے باعث ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: (مکتوب في االتوراة من بلغت له ابنة اثنتي عشرة سنة فلم يزوجها فركبت اثما فاثم ذلك عليه).

اب کنواری لڑکیوں کے بارے میں یہ حکم ہے تو بیاہیوں کا معاملہ تو اور بھی سخت کہ دختران دوشیزہ کو حیا بھی زائد ہوتی ہے اور گناہ میں تفضیح کا خوف بھی زائد اور خود ابھی اس لذت سے آگاہ نہیں صرف ایک طبعی طور پر ناواقفانہ خطرات دل میں گزرتے ہیں، اور جب آدمی کسی خواہش کا لطف ایک بار پاچکا ہو تو اب اس کا تقاضا رنگ دگر پر ہوتا ہے اور ادھر نہ ویسی حیا نہ وہ خوف واندیشہ۔ اللہ عزوجل مسلمانوں کو ہدایت بخشے، آمین....

دوسرے اہل افراط کہ اکثر واعظین وہابیہ وغیر ہم جہال متشددین ہیں، ان حضرات کی اکثر عادت ہے کہ ایک بیجا کے اٹھانے کو دس بیجا اس سے بڑھ کر آپ کریں، دوسرے کو خندق سے بچانا چاہیں اور آپ عمیق کنویں میں گریں، مسلمانوں کو وجہ بے وجہ کافر مشرک بے ایمان ٹھہرا دینا تو کوئی بات ہی نہیں، ان صاحبوں نے نکاح بیوہ کو گویا علی الاطلاق واجب قطعی وفرض حتمی قرار دے رکھا ہے کہ ضرورت ہو یا نہ ہو بلکہ شرعاً اجازت ہو یا نہ ہو بے نکاح کئے ہرگز نہ رہے اور نہ صرف فرض بلکہ گویا عین ایمان ہے کہ ذرا کسی بناء پر انکار کیا اور ایمان گیا اور ساتھ لگے آئے گئے پاس پڑوسی سب ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے کہ کیوں پیچھے پڑ کر نکاح نہ کر دیا اور اگر بس نہ تھا تو پاس کیوں گئے، بات کیوں کی، سلام کیوں لیا، بات بات پر عورتیں نکاح سے باہر، جنازہ کی نماز حرام، تمام کفر کے احکام، ولا حول والا قوة الاّ بالله العلى االعظيم۔ (بیوہ کا نکاح ثانی، ص:۷)

دیکھا آپ نے! کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کس اعتدال پسندی کے ساتھ عورتوں پر ڈھائے جارہے سماجی ظلم کا دفاع فرمارہے ہیں، ہندوؤں کی طرح بیوہ کی شادی پر کوئی روک بھی نہیں لگا رہے ہیں کہ اس میں تفریط ہے بلکہ قرآن وحدیث کی روشنی میں ترغیب دلا رہے ہیں تاکہ بیچاری بیوہ کے مستقبل کا آنچل ایک بار پھر خوشیوں سے بھر جائے۔ دوسری طرف نہ ہی جبراً شادی کا حکم صادر فرمارہے ہیں کہ مبادا عورت کی آزادی نہ چھن جائے۔ کہ اس میں افراط ہے۔ عورتوں کے تعلق سے بلاشبہ اعلیٰ حضرت کی یہ اسلامی فکر آج کی دنیا کی لئے مقام عبرت ہے۔ اور جہاں اسلام پر کیچڑ اچھالنے والوں کے لئے تازیانہ ہے وہیں فکر رضا میں اعتدال پسندی کی اعلیٰ مثال بھی ہے۔

اسلام کی فکر میں جہاں توکل علی اللہ کا درس ہے وہیں تدبیر وتحریک اور کسب معاش کا بھی حکم ہے۔ اعلیٰ حضرت اس معتدل فکر کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''انھیں احادیث سے ثابت ہوا کہ تلاش حلال وفکر معاش وتعاطی اسباب ہرگز منافی توکل نہیں بلکہ عین مرضی الٰہی ہے کہ آدمی تدبیر کرے اور بھروسہ تقدیر پر رکھے اسی لئے جب ایک صحابی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی: ''اپنی اونٹنی یونہی چھوڑ دوں اور خدا پر بھروسہ رکھوں یا اسے باندھوں اور خدا پر توکل کروں'' ارشاد فرمایا: "قيد وتوكل" باندھ دے اور تکیہ خدا پر رکھ'' (التحبير بباب التدبير)

اسی وجہ اعلیٰ حضرت نے اپنی کتاب ''اصلاح وفلاح وتدبیر ونجات'' میں جہاں تقویٰ پرہیزگاری، خلوص وللہیت اور فکر آخرت پر زور دیا ہے وہیں امت مسلمہ کی رہنمائی حرفت وصنعت اور کسب معاش کی طرف بھی فرمائی۔ تاکہ امت مسلمہ ہمیشہ سرخرو اور کامیاب وکامران رہے۔

فکر رضا میں اعتدال پسندی کے نمونے بکثرت موجود ہیں، بطور مثال یہ چند نمونے پیش کئے گئے ہیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ فکر رضا کامل اعتدال ووسطیت پر ہی قائم ہے۔
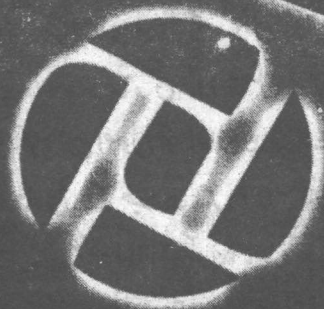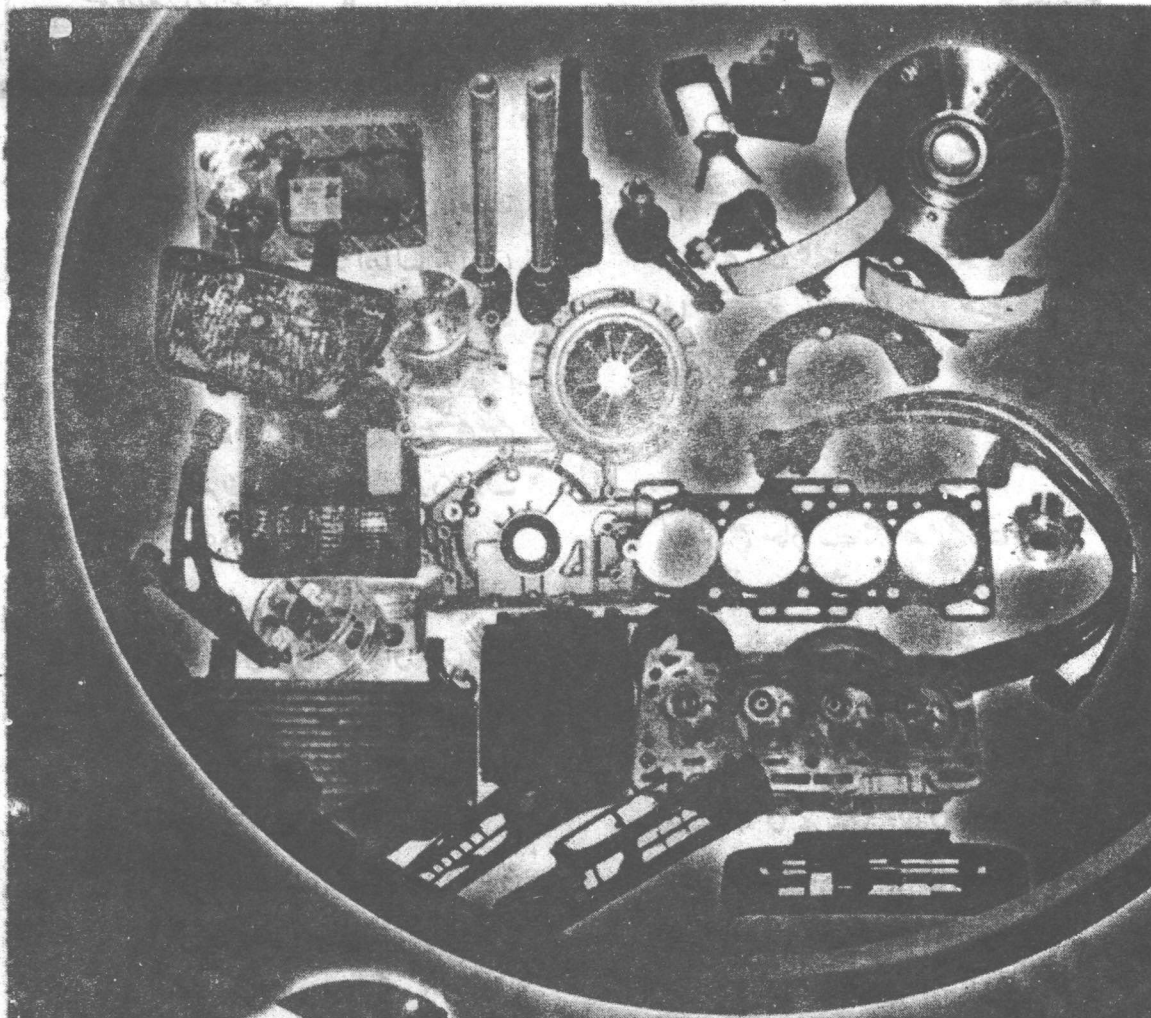
WellTec® International
A Largest Range of WellTec Genuine Parts
Quality is an
integral Part of WellTec!

قصیدہ در مدح شیخ الاسلام والمسلمین سیدی ومولائی الشاہ امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی قدس سرہ العزیز

کلام: میرزا امجد رازی

مطلعِ اوّل

طبعِ پُرجوش نے توڑا جو جہانِ وحدت
چشمِ تحقیق پھر اپنی ہوئی محوِ کثرت

کُتُبِ علمیہ سب حیطۂ ادراک میں تھیں
مکتبِ دہر میں ثابت تھی مری علیت

مبتدی، منتہی بننے کو چلتے آتے تھے
خطبا بنتے تھے آکر سبھی اہلِ لکنت

شملۂ تاجِ تکلم سے تھی تطویلِ علوم
تختِ تدریس کے پائے تھے رفیع الشوکت

تھی شب و روز کچھ اس طرح سے تعلیمِ علوم
ابتدا کرتا ہوں تخلیص سے لے کر اجرت

نحو و تصریف میں ہوتا جو میں محو و مصروف
وزن و اعراب کی مٹ جاتی تھی پھر نزعیت

ایک ہی لفظ میں لاتا تھا جہاتِ ستہ
کرتا توسیعِ معانی سے میں عدمِ عسرت

سبعِ احرف میں کبھی لہجۂ شیریں مشہور
لقبِ شیخ سے مشہور بعلمِ قرات

عُروۃُ الوثقیٰ کبھی علمِ قوافی میں مجھے
کبھی تھی بزمِ عروضیوں میں میری شہرت

کبھی کرتا میں دوائر پر زحافات کی مار
ہوتے اِک بحر سے آہنگِ ہزاراں ثبت

ڈوبتا بحرِ تحیّر میں جہانِ شعراء
کرتا میں شعر میں پیدا وہ کمالِ صنعت

شعرا کہتے تھے سب طورِ تخیّل کا کلیم
حیرت افزا تھی میرے مضموں کی رفعت

کبھی ابحاث میں تھے علمِ معانی و بدیع
کبھی شعرائے عرب کی میں بناتا درگت

کبھی میں لفظ و معانی میں شراکت کرتا
وجہِ اعجاز کی کرتا میں بیاں سببیت

کبھی تفسیر میں ہوتا مجھے دخلِ کامل
کبھی کرتا میں اصولوں پہ کلامِ غایت

آیتِ آدم الاسماء تھی کبھی شاملِ درس
نطق تھا گویا مرا بحرِ رموزِ آیت

کبھی کرتا میں اصول اور احادیث پہ بحث
کبھی اسنادِ احادیث میں صاحبِ خبرت

تکتا تاریخ کے طبقات میں اقوامِ کہن
دیتا اقوامِ اواخر کو میں پھر سو عبرت

کبھی میں علمِ مغازی کو بناتا موضوع
جانِ رحمت کے دکھاتا تھا جلوئے سیرت

کبھی تحقیقِ مسائل رہی در علمِ خلاف
کرتا تھا پختہ اصولوں کو کبھی دریافت

معترض ہوتا کبھی علتِ اربع پر میں
شرعی اوصاف کی کرتا کبھی ثابت علت

کبھی میں فقہ کے کرتا تھا مآخذ پہ کلام
مجتہد ایسا کہ تقلید میں آتی امت

کبھی میں مالکی اور شافعی، حنبلی، حنفی
کبھی تطبیقِ مذاہب میں مجھے خاصیت

کبھی تصحیحِ مسائل تھی مرے پیشِ نظر
تھی درایت میں سنن اور فرائض کی صحت

کبھی اقوامِ کہن کا تھا مجھے پاسِ ادب
کرتا تھا حسنِ زباں دانی سے تزئینِ لغت

کبھی اعدا کے خواص پہ تھی گہری نظر
بربطِ ریشم و ارگن سے بجاتا نغمے
عقل کو طبع و تکلف کا بناتا میں امیر
قوتِ فکر و غضب، شہوت و افعالِ دِگر
کبھی تھا طبّ میں مشہور طبیبِ حاذق
کبھی تصدیق ونفی سے تھی تصور پر گرفت
کبھی میں قضیہ و جودی کی گرہ سلجھاتا
کبھی اجسام میں کرتا میں تغیر کا ثبوت
کبھی کرتا جو بیاں فلسفہ مقدار و مکاں
کبھی کرتا جو بیاں ہستیِ ذاتِ باری
کبھی کرتا جو میں تشبیہ میں تحیص عتیق
کبھی تردید میں تھی نسبتِ افعالِ قبیح
کبھی کفارِ عرب سے تھا تکلم میں جدال
لفظ امکاں کو مساوی میں عدم سے کرتا
بسط وترکیب کے سلجھاتا میں عقدے ایسے
کرتا اشیا کے میں اجزا کی وہ تفریقِ لطیف
ہمہ از اوست و ہمہ اوست میں الجھا رہتا
کرتا جو علت و معلول پہ تقریرِ بلیغ
پوچھتی حرکتِ اجسام محرک کا پتہ
کبھی کرتا میں خطِ غیر تناہی کو محال
کبھی میں عدمِ تناسخ پہ دلیلیں دیتا
کبھی اجسام کے کرتا میں حجم کی باتیں
مشتری زہرہ میں کرتا میں قران السعدین
غرض، معقول و منقول کی رہتی بحثیں
آخرش دیکھا تو یہ علم تھا اِک دردِ دماغ
کتبِ علم سمندر میں بہائیں میں نے
سوئے میخانہ چلا مدرسۂ دہر سے میں

کبھی اسما کی بیاں کرتا تھا میں وصفیت
کبھی اصوات کی کرتا تھا بیاں کیفیت
کرتا حیوان سے ممتاز میں حیوانیت
ملکۂ خلق کے ماتحت تھی میری فطرت
طبّ کے کرتا تتبع میں کبھی طبعیت
پاتا معروف سے مجہول کی میں عرفیت
کبھی اشکال کے انتاج میں تکتا صورت
کرتا عالم کو میں حادث بسکون وحرکت
ہوتی پامال دلائل سے مرے، جسمیت
صد دلائل سے بیاں کرتا تھا میں نفی جہت
چھوڑتا کر کے بیاں ذات کی میں غیریت
کرتا ثابت جو انہیں کوئی بھی تحتِ قدرت
وجہِ عالم کی نبوت پہ میں لاتا حجت
کرتا راجح میں اسی ذات کو مع فوقیت
نطق سے میرے بیاں ہوتی خدا کی وحدت
وحدتِ حق میں بیاں کرتا میں عدم کثرت
کبھی میں شیخ و مجدد کی پہنتا خلعت
ہوتے انگشت بدنداں سبھی اہلِ حکمت
میں اسی لامتحرک کی بیاں کرتا صفت
قوتِ چشم میں کرتا کبھی عدم وسعت
روح کو کرتا میں پابند اصولِ قدرت
کبھی تدویرِ فلک پر تھا بیانِ ہیئت
کبھی اجرامِ فلک پر تھا بیانِ رجعت
صاف گردن سے عیاں رہتا غرور ونخوت
ایک لمحے کے لیے آئی نہ مجھ کو راحت
علم کے لوگوں سے اپنائی جو میں نے عزلت
ملے مجھ کو بھی کسی ہاتھ سے جامِ عشرت

وجد میں آ کے پڑھوں مطلع برجستہ میں وہ
اہلِ حق سن کے جسے دیں مجھے دادِ الفت

مطلعِ ثانی

گر نہ آغازِ جنوں میں ہو ہویدا فترت
سوزشِ عشق جلائے نہ حجابِ غیبت

کیا ہوا عقل نے چھانا تھا جو صحرائے علوم
دیدۂ ذوق نے دیکھا نہ کنارِ وحشت

کیا ہوا علمِ جواہر سے کیا ذرے کو یاقوت
کیا ہوا علمِ فراست میں جو پائی شہرت

پست افراد رمل پستی تقدیر سے ہیں
عقلہ و قبض و نفی، عتبہ طریق و نصرت

گرچہ اکسیر کی انواع رہیں تحت ادراک
کھلے ہر نوع کی بے فیض نہ کچھ نوعیت

علمِ طلسم سے اگر مہر پہ ہو قیدِ بروج
بے مقدر نہ نتیجے پہ یہ پہنچے جودت

گو تصوف میں ملے وحدت و کثرت کے مزے
فائدہ کیا نہ ہو خلوت میں ورودِ جلوت

آتشِ علم سے گر خشک ہو سب آبِ ارض
ولے یہ ذوق تو ہے قیدیٔ دشتِ غربت

وائے ابلیس کو اس علم نے مردود کیا
حشر تک اس کے گلے میں پڑا طوقِ لعنت

آفتِ علم کے ڈر سے ہوئی شوریدہ سری
دشت و صحرا سبھی چھانے نہ مٹی کچھ وحشت

شکر الحمد کہ پہنچا میں دیارِ اقطاب
مہرباں مجھ پہ ہوا کیسے ولی نعمت

کیا کہوں کیسی تھی وہ وادیٔ حیرت افزا
جس کے افراد تھے سب صاحبِ خرقِ عادت

کہیں تھا حسنِ تشہد تو کہیں حسنِ قیام
کہیں تسبیح و تلاوت، کہیں جامِ وحدت

گوشۂ رنداں میں، میں افتاں و خیزاں پہنچا
شدتِ غم سے گرا کہہ کے میں آبِ فرحت

پھر چھلکتا ہوا اِک جام لگا ہونٹوں سے
تلخیٔ علم کی پھر ختم ہوئی کیفیت

مہر انوار ہُوا ظلمتِ باطن میں طلوع
دیکھ کر جس کو ہوا خندۂ صبحِ عشرت

بے خودی میں اُٹھا پھر ہاتھ کہ اِک جام ہو اور
لذتِ شرب سے بڑھتی گئی میری شدت

چشمِ رنداں کے لیے تھا میں تماشا گویا
پہنچی ساقی کو خبر کون ہے یہ کم ہمت

قدمِ ناز اُٹھاتا ہوا نکلا کوئی
دست بستہ تھے کھڑے سامنے اہلِ فطنت

آئی آواز کہ تھا رقصِ حلاوت جس میں
غازۂ خلق تھی کیا نرمیٔ خوئے لینت

بزمِ رنداں میں ہے یہ کون مثالِ شمعی
کون آیا ہے یہ متلاشیٔ سرِّ وحدت

سر اُٹھایا تو عیاں منظرِ انوار ہوا
تھا کھڑا سامنے وہ ساقیٔ شیر و شربت

ہر طرف اس کے تھا اِک ہالۂ انوارِ ازل
تھا وہ سر تا بقدم جلوۂ شانِ قدرت

ڈال دے مخزنِ انوار اِک راز اگر
خس و خاشاک ہوں پل بھر میں یہ بحر و بربت

مدح خواں اس کے تھے اہل ارشاد و تکوین
کہتے تھے اس کو سبھی قاسمِ کنزِ نعمت

خادم اس کے تھے جہات اربع پہ معمور ‏ ‏ ‏ ‏ ہمتِ ابرار کے سر پر تھا وہ ابر رأفت
خوشہ چیں اس کے دبستاں کے تھے اہلِ تمکیں ‏ ‏ ‏ ‏ اہلِ تکویں کو عطا کرتا بساطِ قربت
تھا قدم اس کا سرِ عرشِ ولایت سے بلند ‏ ‏ ‏ ‏ ہلتے تھے اولیا بھی چہروں پہ گردِ رفعت
فقر تھا حسن تلذذ کے لیے ملحِ طعام ‏ ‏ ‏ ‏ فقرا سب تھے بڑھائے کفِ بحرِ حاجت
جذبہ و ذوق و رضا، حسن تمارین خیال ‏ ‏ ‏ ‏ مشعلِ خلوت در بزم تھی اس کی صحبت
بارشِ فتح سے زرخیز تھی کیا ارضِ فتوح ‏ ‏ ‏ ‏ اوج ہاہُوت تلک تھے حجرِ بشریت
بزمِ رنداں میں لکھوں وجد میں آ کر مطلع ‏ ‏ ‏ ‏ اہلِ عرفاں کو دوں مژدۂ حسنِ صورت

مطلعِ ثالث

واہ اس گل میں تھی کیا بوئے کمالِ حیرت ‏ ‏ ‏ ‏ جس سے مہکا ہوا تھا گلشنِ انسانیت
نورِ عارض سے عیاں ہوتا تھا حسنِ عارض ‏ ‏ ‏ ‏ حسنِ انوار میں گم تھے اہلِ جمعیت
متحد غلبۂ انوار سے ہوں جیسا کہ قوسین ‏ ‏ ‏ ‏ شکل ابروئے خمیدہ کی تھی ایسی حالت
فتق گلہائے طریقت کا تھا اس سے اثبات ‏ ‏ ‏ ‏ نرگسِ باغِ حقیقت تھا وہ طوبیٰ قامت
شانۂ زلف کی عاشق تھی نسیمِ تفرید ‏ ‏ ‏ ‏ گلشنِ معنیٰ میں تھا وہ سہی سرو قامت
بحرِ آگاہی میں گم ہوں ارواح و اشباح ‏ ‏ ‏ ‏ ٹپکے جو زلف سے اِک قطرۂ جذب والفت
سفر در وطن سرِ گیسوئے خم دار پہ تھا ختم ‏ ‏ ‏ ‏ کاشفِ پردۂ لاہوت تھی جس کی نکہت
سبزۂ نور الست اس کی تھی مژگان دراز ‏ ‏ ‏ ‏ غازۂ حسن بلیٰ شبنم ابر طلعت
عقدۂ معنیٰ موہوم کی کھل جائے گرہ ‏ ‏ ‏ ‏ جنبشِ حسن کمر پائے جو پل کی مہلت
قلب جو سر خداوندی کا تھا مرکز فیض ‏ ‏ ‏ ‏ تو الم نشرح تھی اس پہ دلیل وسعت
جنبش لب کے اثر سے ہلے زنجیر قدر ‏ ‏ ‏ ‏ نور اسنان سے چمکائے وہ نجم قسمت
وادیٔ حسن تکلم میں تھا کیا سبزۂ نور ‏ ‏ ‏ ‏ حسن افروز تھا کیا چشمۂ علم و حکمت
پہلوئے ناز میں پھر دیکھے مجھے جائے شرف ‏ ‏ ‏ ‏ میرے میزان تخیل پہ رکھا دست شفقت
پھر یہ فرمایا کہ اے طالب راز مستی ‏ ‏ ‏ ‏ سوزش غم سے بجا اب نہ یہ ساز نکبت
تیری بے چینی سے بے چین ہیں ارباب شہود ‏ ‏ ‏ ‏ اہلِ احوال کے چہروں کی ہے بدلی رنگت
تنگ اتنا بھی نہیں دائرۂ اہل وقوف ‏ ‏ ‏ ‏ مرد و نامرد کی سب جانتے ہیں اصلیت
مسکرا کر کہا اب غور سے سن مژدۂ عیش ‏ ‏ ‏ ‏ چشم وجدان سے اُٹھ جائے حجاب رؤیت

مطلعِ رابع

یوم مولود ہے اس کا جو ہے ظل رحمت ‏ ‏ ‏ ‏ کمل کیا معنیٰ اتممت علیکم نعمت

ظلِ رحمت وہ جسے کہتے ہیں احمد ہندی — گرچہ بیعت یہ ہے ہماری رشکِ بیعت

فیض مولائے علی اس کی طبع میں جاری — کم سنی میں تھی عطا اس کو حیائے حشمت

چشم سے اس کی ٹپکتی تھی حیائے تقصیر — طبع کو صورتِ سجدہ میں تھی شب بر رغبت

تربیت عالم عالی سے ہوئی تھی اس کی — اہلِ لاہوت سدا اس کے رہے ہم صحبت

بحرِ مسجود کی اسماک میں اس کے چرچے — ایسا ترسا کہ ہوا رشکِ عباد و خلقت

کیا بوارِ رہِ معمور تھی اس پر شیدا — موسمِ علم میں بلبل کو نویدِ بہجت

اہلِ علم آتے تھے خیراتِ سکوں لینے کو — اہلِ تقویٰ کو بھی یاں رہتی تھی طلبِ دعوت

بزم میں اس کی وہ جلتے تھے چراغانِ سلوک — نور سے جن کے چھٹے قلب سے ابرِ غفلت

اختصاص ایسا کہ قلب اس کا تھا بیتِ معمور — جسم سے اس کے ہویدا ہوئی روحانیت

خانۂ نطق جو اس کا کھلا، کھلا چاہِ زنخ — خامہ اس کا جو چلا، فکر میں آئی سرعت

حلقۂ خلعِ بدن کی صفِ اوّل کا امام — جس کو حق سے تھی ازل سے ہی عطائے خلت

شانِ تجدید نظر آئی تو اس کے دم سے — عالمِ شرع میں تھا مرجعِ اہلِ سنت

جاؤ اس در پہ کہ حاصل ہو سکونِ قلبی — آتشِ علم ہو تمہاری بھی باغِ جنت

تیرے خم خانۂ باطن میں پڑے زور کا جوش — اہلِ وسواس کو پھر علم کرے دم میں غارت

روسیاہی وہ ملے جس سے ہو روشن افکار — دو جہاں گرچہ رہیں تیرے اسیرِ ظلمت

جاؤ اس در پہ، مٹے، نوحۂ توقانِ واشجان — دیدۂ قلب سے اُٹھ جائے حجابِ حسرت

مرکزِ ہند کا وہ والی و مختار رو حکم ہے — سائلوں کے لیے بٹتی ہے وہاں فتح و نصرت

ایک عالم ہے کہ اس در کی طرف پھرتا ہے — حوضِ فیضانِ محمد بنی اس کی تربت

گویا اس شیخ نے بھیجا مجھے پھر جانبِ ہند — آ گیا پھر سے مرے نطق میں شکرِ نعمت

پہنچا جو تربتِ اقدس پہ تو احساس ہوا — جسد و روح سے پل بھر مٹی سب وحشت

دیکھتا ہوں کہ ہجوم اہلِ عمل کا آیا — حلقۂ علم نے بھی آ کے دکھائی جلوت

پھر ہوا رقص، اُٹھا شور، پڑی ایسی دھوم — کھل گئی آنکھ مری اور میں محوِ حیرت

پہروں لے لے کے مزے سوچ میں، میں غرق رہا — کاش یہ خواب حقیقت کی بدلتا صورت

کرتا ہوں ختم سخن اپنی دعا پر رازی
چھوٹے مجھ سے نہ کبھی دامنِ اعلیٰ حضرت

واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
تیرے ٹکڑوں پہ پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائے کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

اللہ کی سر تا بہ قدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان، وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

رضا کا اسلوب دعوت و اصلاح: چند پہلو

پروفیسر دلاور خان
(پرنسپل جامعہ ملیہ گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن کراچی)

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ و الموعظۃ الحسنۃ و جادلھم بالتی ھی احسن ط ان ربک ھو اعلم بمن ضل عن سبیلہ و ھو اعلم بالمھتدین۔ (النحل ۱۶:۱۲۵)

ترجمہ: اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقہ پر جو بہترین ہو، تمہارا رب ہی زیادہ بہتر جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور کون راہ راست پر ہے۔

قوموں کے عروج کا زمانہ وہ ہوتا ہے جس میں وہ اپنی اجتماعی زندگی سے برائیوں اور خرابیوں کو دور کر دیتی ہیں اور نیکی کے فروغ کے لیے برابر سر گرم رہتی ہیں، لیکن جب اس کام میں جمود طاری ہو جاتا ہے تو خدائی قانون یہ ہے کہ وہ قوم اپنی زندگی کھو دیتی ہے زوال کی طرف بڑھنے لگتی ہے اور بحیثیت قوم دھیرے دھیرے تباہ ہو جاتی ہے۔ جب قوموں پر خدا کا عذاب نازل ہوتا ہے تو وہ بروں کے ساتھ ان نیکو کاروں کو بھی پیس کر رکھ دیتا ہے جو اصلاح کا کام نہیں کرتے، ہاں اصلاح کرنے والے عذاب عام سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

اسلام معاشرے میں ایسی فضا پیدا کرنا چاہتا ہے کہ اس کے اندر خیر کو نشو و نما ملتی رہے اور شر کو پھیلنے کے مواقع حاصل نہ ہوں، اگر آدمی نیکی کی طرف بڑھنے کا ارادہ کرے تو ہر قدم پر اسے محسوس ہو کہ پورا معاشرہ اس کی پشت پر ہے اور اس کے ساتھ چل رہا ہے اس کے برعکس جب وہ بدی کے راستہ پر چلنا چاہے تو ماحول میں اجنبی بن جائے اور کوئی اس کا ساتھ دینے والا نہ رہے۔

جب تک امت مسلمہ میں ایک دوسرے کی اصلاح کا جذبہ موجود ہوگا اس کی اصلاح کی راہیں کھلی رہیں گی اور بڑی غلطی کے بعد بھی یہ امت سنبھل جائے گی لیکن اگر یہ جذبہ ختم ہو جائے گا تو اصلاح اُمت کی تمام راہیں بند ہو جائیں گی اور ظاہر ہے کہ یہ تباہی و بربادی کا راستہ ہے۔ دعوت کا کام نہایت نازک اور مشکل کام ہے، کسی کے دل میں بات اتارنے اور اس کے خیالات و افکار کو بدلنے کے لیے انتہائی عزم و حوصلہ کی ضرورت ہوتی ہے، یہ کسی جذباتی انسان کے کرنے کا کام نہیں اس لیے غصہ میں خاموشی کی تلقین کی گئی ہے۔ دین کو آسان پیرائے نرم لہجے اور مناسب انداز میں پیش کرنا چاہیے تاکہ سمجھنے میں سہولت ہو۔

اسی پس منظر میں شیخ الاسلام امام احمد رضا محدث حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مبلغ دعوت و دین اور مصلح قوم کے لیے دعوت و اصلاح کے نفسیاتی پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسے اسلوب دعوت و اصلاح کی طرف رہنمائی فرمائی ہے جس پر عمل پیرا ہو کر اصلاح کا فریضہ موثر طریقے سے سرانجام دیا جاسکتا ہے۔ آپ اس طرف توجہ دلاتے ہیں کہ حالات، واقعات، شخصیات کو مدنظر رکھ کر دعوت و اصلاح کی حکمت عملی اپنائی جائے کیونکہ دعوت کا کام کچھ خاص قسم کے اوصاف کا مطالبہ کرتا ہے جس شخص میں یہ اوصاف جتنے زیادہ ہونگے وہ اس کام کو ٹھیک ٹھیک اپنی تمام حدود و شرائط کے ساتھ کامیابی سے سر انجام دے سکے گا۔ اور مبلغ و مصلح کی حوصلہ افزائی فرماتے ہیں کیونکہ یہ کام غیر معمولی صبر، علم اور لگا تار محنت چاہتا ہے۔ اس میں ایک مدت دراز تک مسلسل کام کرنے کے بعد بھی شاندار نتائج کی ہری بھری فصل لہلہاتی نظر نہیں آتی یہاں کامیابی اور ناکامی کے پیمانے دنیا کے دیگر پیمانوں سے مختلف ہیں۔ آپ نے دعوت و اصلاح کا جو اسلوب امت مسلمہ کو عطا فرمایا اس کے چند پہلو ملاحظہ ہوں۔ مفکر اسلام امام احمد رضا محدث حنفی قرآن و حدیث اور دعوت و اصلاح کے نفسیاتی تقاضوں کے طریقے کار کی وضاحت میں یوں رقم طراز ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

کلا واللہ لتأمرن بالمعروف ولتنهون عن المنكر اولیضربن الله بقلوب بعضكم على بعض ثم ليلعننكم كما لعنهم۔ رواه ابوداؤد عن عبدالله بن مسعود رضی الله تعالىٰ عنه هذا مختصر۔

یوں نہیں، خدا کی قسم یا تو تم ضرور امر بالمعروف کرو گے اور ضرور نہی عن المنکر کرو گے یا ضرور اللہ تعالیٰ تمہارے دل آپس میں ایک دوسرے پر مارے گا پھر تم سب پر اپنی لعنت اتارے گا جیسی ان بنی اسرائیل پر۔ (امام ابوداؤد نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے اسے روایت کیا ہے، یہ مختصر ہے)۔ (سنن ابی داؤد)

مگر یہ امر و نہی نہ ہر شخص پر فرض نہ ہر حال میں واجب، تو بحال عدم وجوب اس کے ترک پر یہ احکام نہیں بلکہ بعض صور میں شرع ہی اسے ترک کی ترغیب دے گی جیسے جبکہ اس سے کوئی فتنہ اشد پیدا ہوتا ہو، یونہی اگر جانے کہ بے سود ہے کارگر نہ ہوگا تو خواہی نخواہی چھیڑنا ضرور نہیں خصوصاً جبکہ کوئی امر اہم اصلاح پا رہا ہو، مثلاً کچھ لوگ حریر کے عادی نماز کی طرف جھکے یا عقائد سنت سیکھنے آتے ہیں اور جب حریر و پابندی وضع میں ایسے منہمک ہیں کہ ان پر اصرار کیجئے تو ہرگز نہ مانیں گے غایت یہ کہ آنا چھوڑ دیں گے وہ رغبت نماز و تعلم عقائد بھی جائے گی تو ایسی حالت میں بقدر تیسر انہیں ہدایت اور باقی کے لئے انتظار وقت و حالت، ترک امر و نہی نہیں بلکہ اسی کی تدبیر و سعی ہے۔

واللہ یعلم المفسد من المصلح. واللہ علیم بذات الصدور.

اللہ تعالیٰ فسادی اور مصلح دونوں سے واقف ہے اور وہ سینے میں پوشیدہ راز جاننے والا ہے۔ (القرآن الکریم ۲/۲۲۰)

بستان امام فقیہ سمرقند پھر محیط پھر ہندیہ میں ہے ان الامر بالمعروف علی وجوه ان کان یعلم باکبر رایه لوامر بالمعروف یقبلون ذلک منه ویمتنعون عن المنکر فالامر واجب علیه ولایسعه ترکه ولو علم باکبر رایه انه لوامرهم بذلک قذفوه

وشتموہ فترکہ افضل و کذلک لو علم انھم یضربونہ ولایصبر علی ذلک ویقع بینھم عداوۃ ویھیج منہ القتال فترکہ افضل، ولوعلم انھم لو ضربوہ و صبرعلی ذلک ولایشکو الی احد فلاباس بان ینھی عن ذلک وھو مجاھد ولوعلم انھم لایقبلون منہ ولایخاف منہ ضربا ولاشتما فھو بالخیار والامر افضل۔

امر بالعروف کی متعدد قسمیں ہیں، اگر کوئی اپنے غالب گمان کی بنا پر سمجھتا ہے کہ اگر اس نے امر بالمعروف کیا تو لوگ اس کی بات تسلیم کریں گے اور گناہ سے باز آجائیں گے تو ایسی صورت میں اس پر امر بالمعروف واجب ہوتا ہے یعنی اسے ترک کرنے کی گنجائش نہیں ہوتی اور اگر غالب گمان یہ ہو کہ اس کے امر بالمعروف کا الٹا اثر ہوگا لوگ الزام تراشی اور گالی گلوچ سے کام لیں گے تو اس صورت میں امر بالمعروف نہ کرنا افضل ہے۔ اسی طرح اگر جانتا ہے کہ امر بالمعروف کرنے کی صورت میں لوگ زدوکوب کریں گے اور یہ اسے برداشت نہیں کرسکے گا اور باہمی عداوت وخانہ جنگی کی صورت پیدا ہوجائے گی تو ایسی صورت حال میں بھی امر بالمعروف کا ترک کردینا افضل ہے۔ اور اگر اسے معلوم ہے کہ لوگ مشتعل ہوکر اسے اذیت پہنچائیں گے مگر وہ صبر کرلے گا اور سختی برداشت کرلے گا اور کسی سے شکوہ شکایت نہیں کرے گا تو پھر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ ایسی صورت حال میں اس کا عمل ایک مجاہد کا ساعمل متصور ہوگا، اور اگر وہ یہ سمجھتا ہے کہ لوگ اس کی بات تو نہیں مانیں گے البتہ کسی سخت ردِّعمل کا اظہار بھی نہیں ہوگا (یعنی نہ ماننے کے باوجود مارپٹائی اور گالی گلوچ سے کام نہیں لیں گے) تو اس صورت میں اسے اختیار ہے کہ امر بالمعروف سے کام لے یا نہ لے البتہ یہاں امر بالمعروف افضل ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۲۳ رص نمبر ۱۶۱۔۱۶۲ رضا فاؤنڈیشن۔ لاہور)

مفکر اسلام، احمد رضا محدث حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دعوت و اصلاح کے اسلوب، مقاصد اور طریقے کار کی جس طرح وضاحت کی ہے اگر مبلغین و مصلحین اس انداز فکر سے اپنا فریضہ سرانجام دیں تو اشاعت اسلام اور اصلاح احوال کا مقصد موثر ذریعے سے سرانجام دیا جاسکتا ہے۔ تعلیمات رضا کی روشنی میں یہ بات بالکل عیاں ہے کہ منکرات سے پاک معاشرے میں ہی الفت، امن اور خوشحالی جیسے تقاضے پورے ہوسکتے ہیں۔

خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبدِ مصطفیٰ
تیرے لیے امان ہے تیرے لیے امان ہے

یہی کہتی ہے بلبلِ باغِ جناں کہ رضؔا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصفِ شاہِ ہدیٰ مجھے شوخیِ طبعِ رضا کی قسم

فہرستِ کتب

﴿ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی﴾

اُردو کتب

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف/مرتب	صفحات	قیمت (روپے)	قیمت (ڈالر)
1	قبلہ نما (كشف العلة عن سمت القبلة)	امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی	238	100/-	7$
	نزولِ آیاتِ فرقان بسکونِ زمین و آسمان ـ و ـ معین مبین بہر دورِ شمس و سکونِ زمین	امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی ترتیب: مولانا محمد حنیف خاں رضوی	104	60/-	4$
3	مولانا نقی علی خاں ـ حیات و علمی کارنامے	ڈاکٹر محمد حسن قادری (ڈاکٹریٹ مقالہ)	225	80/-	4$
4	مکتوباتِ مسعودی	عبدالستار نقشبندی	598	400/-	27$
5	تذکرۂ اراکینِ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا	پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری	184	80/-	6$
6	۲۵ سالہ تاریخ و کارکردگی ادارہ	پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری	56	25/-	2$
7	مختصر تعارف، مطبوعات و کارکردگی ادارہ	پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری	56	25/-	2$
8	خلفائے محدثِ بریلوی	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	156	75/-	5$
9	امام احمد رضا کی انشا پردازی	ڈاکٹر غلام غوث قادری	136	100/-	7$
10	ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا ـ ایک تعارف	پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری	56	40/-	2$
11	اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی اور علمائے کوٹلی	پروفیسر مجیب احمد	64	60/-	4$
12	جدید طریقہ نعت خوانی تعلیماتِ رضا کی روشنی میں	پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری	16		
13	اُردو تراجمِ قرآن کا تقابلی مطالعہ	پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری	80	50/-	2$
14	مولانا احمد رضا خاں کی عربی زبان و ادب میں خدمات	ڈاکٹر محمود حسین بریلوی	324	160/-	11$
15	امام احمد رضا اور علمائے مکہ مکرمہ	محمد بہاء الدین شاہ	336	190/-	13$
16	ملک العلماء	علامہ ساحل شہسرامی (علیگ)	228	150/-	10$
17	اشاریہ سالنامہ معارفِ رضا ۱۹۸۱ء تا ۲۰۰۶ء	مولانا سید صابر حسین شاہ بخاری	64	40/-	2$
18	رضویات ـ نئے تحقیقی تناظر میں	☆ صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری ☆ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری ☆ پروفیسر دلاور خان ☆ سلیم اللہ جندران ☆ خورشید احمد سعیدی	160	150/-	10$

19	اُردو نعت گوئی اور فاضلِ بریلوی	ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی (ڈاکٹریٹ مقالہ)	680	400/-	
20	آئینۂ ازہری میں چہرۂ یٰسین دیکھ	مولانا ڈاکٹر شاہ محمد تبریزی		15/-	1$
21	دو مجدد اور پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری	96	60/-	3$
22	لال قلعہ سے لال مسجد	صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری	64	40/-	2$
23	تعلیمی افکار رضا پر تحقیق	سلیم اللہ جندران	174	150/-	10$
24	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد بلوچستان میں	پروفیسر ڈاکٹر انعام الحق کوثر	64	50/-	4$

سالنامہ معارف رضا مجلہ کانفرنس

نمبر شمار	نام کتاب	مرتب	صفحات	قیمت (روپے)	قیمت (ڈالر)
25	معارف رضا ـ سالنامہ ۲۰۰۵ء	ادارہ	375	200/-	14$
26	مجلہ کانفرنس ـ ۲۰۰۵ء	ادارہ	75	50/-	4$
27	معارف رضا ـ سالنامہ ۲۰۰۶ء	ادارہ	254	150/-	10$
28	مجلہ کانفرنس ـ ۲۰۰۶ء	ادارہ	96	50/-	4$
29	معارف رضا ـ سالنامہ ۲۰۰۷ء	ادارہ	288	180/-	12$
30	مجلہ کانفرنس ـ ۲۰۰۷ء	ادارہ	96	60/-	4$
31	معارف رضا ـ سالنامہ ۲۰۰۸ء	ادارہ	248	150/-	10$
32	مجلہ کانفرنس ـ ۲۰۰۸ء	ادارہ	96	80/-	5$
33	معارف رضا ـ سالنامہ ۲۰۰۹ء	ادارہ	376	250/-	15$
34	مجلہ کانفرنس ـ ۲۰۰۹ء	ادارہ	96	80/-	5$
35	معارف رضا ـ سالنامہ ۲۰۱۰ء	ادارہ	390	350/-	
36	مجلہ کانفرنس ـ ۲۰۱۰ء	ادارہ	56	80/-	

سندھی کتب

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف/مرتب	صفحات	قیمت (روپے)	قیمت (ڈالر)
37	حضرت امام احمد رضا بریلوی جا حالات، افکار و اصلاحی کارناما (سندھی)	ڈاکٹر حافظ عبد الباری صدیقی	800	400/-	30$
38	امام احمد رضا سندھ جا عالم (سندھی)	پروفیسر مجید اللہ قادری ترجمہ: مولانا محمد ہاشم سومرو	80	50/-	4$

عربی کتب

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف/مرتب	صفحات	قیمت (روپے)	قیمت (ڈالر)
39	القادیانیة	امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی	118	-/120	8$
40	محمد ﷺ خاتم النبیین	امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی	156	-/200	14$
41	الامام احمد رضا خان واثرہ فی الفقہ الحنفی	مولانا مشتاق احمد شاہ الازہری (ایم۔فل مقالہ)	396	-/400	27$
42	حیاة الامام احمد رضا	مفتی محمد اسلم رضا قادری	55	-/65	5$
43	جلی الصوت لنهی الدعوة امام الموت	امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی تعریب: صاحبزادہ ابوالحسن واحد رضوی	14	-/20	
44	ثلاث رسائل فی التکافل الاجتماعی	مرتب: مولانا انوار احمد بغدادی	152	-/150	
45	معارف رضا۔ 2005ء	ادارہ		-/150	10$
46	معارف رضا۔ 2006ء	ادارہ	128	-/100	7$
47	معارف رضا۔ 2007ء	ادارہ	88	-/100	7$
48	معارف رضا۔ 2008ء	ادارہ	160	-/150	10$

انگریزی کتب

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف/مرتب	صفحات	قیمت (روپے)	قیمت (ڈالر)
49	A fair Success Refuting Motion of Earth	امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی		-/150	10$
50	Hussam-ul-Haramain	امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی	156	-/115	8$
51	Divine Decree And Predestination	امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی (انگریزی مترجم: خورشید احمد سعیدی)	40	-/40	
52	Management Sciences in Islam	امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی (انگریزی مترجم: خورشید احمد سعیدی)	44	-/50	
53	Embryology	امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی (انگریزی مترجم: خورشید احمد سعیدی)	55	-/48	4$
54	Ma'arif-e-Raza-2005	ادارہ	112	-/80	6$
55	Ma'arif-e-Raza-2006	ادارہ	128	-/100	7$
56	Ma'arif-e-Raza-2007	ادارہ	144	-/100	7$
57	Ma'arif-e-Raza-2008	ادارہ	136	-/120	8$
58	Ma'arif-e-Raza-2009	ادارہ	144	-/150	10$
59	Ma'arif-e-Raza-2010	ادارہ	128	-/150	

معارفِ رضا کراچی

مدیرِ اعلیٰ

سید وجاہت رسول قادری

مدیر

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل (کراچی)

اسلامی جمہوریہ پاکستان

Pamco Logistic Services

A COMPANY WITH TOTAL LOGISTICS SOLUTIONS

(Providing One Window Operation)

Pamco being a well diversified multimodal company offers under its umbrella a wide rang of **Logistics**, **Transportation** and **Warehousing** services as follows;

- **AIR FREIGHT IMPORTS & EXPORTS**
- **OCEAN FREIGHT IMPORT & EXPORTS**
- **CONSOLIDATIN & DECONSOLIDATION**
- **CUSTOM BROKERAGE**
- **INLAND TRANSPORTATION**
- **PROJECT LOGISTICS**
- **CHARTERING**
- **INSURANCE**
- **AFGHAN TRANSIT TRADE.**
- **WAREHOUSING AND DISTRIBUTION .**

Pamco will be recognized as the most progressive efficient International Transportation Company. It will be our commitment to fulfill the demands and needs of International trade and transportation in a highly competitive and cost effective environment.

We have a skillful team with wide and clear global perspective, working with groups of international transportation companies with integrated chain of offices worldwide.

245/2/F, Block 6, P.E.C.H.S, Shahrah -e-Faisal, Karachi, Pakistan
UAN : (0092-21) 111-547-687,
Direct : (0092-21) 4324459 – 60 Fax : (0092-21) 4312496, 4549986,
Email : Pamco@kgroup.com.pk, Web : www.kgroup.com.pk

منقبت بحضور اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی

(از: حضرت خواجہ عزیز الاولیاء سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ)

قادری مسلک بقا باللہ فنا فی المصطفیٰ
شاہِ عرفاں عاشقِ احمد ﷺ زسرتاپا رضا

ہم مجدد، ہم محقق، ہم محدث، ہم فقیہ
ہم شریعت رازداں و ہم حقیقت آشنا

قطبِ عصر و صاحبِ عہد و مدارِ سلسلہ!
مرجعِ اہلِ وفا و مظہرِ غوث الوریٰ

ماحیِ کفر و ضلالت حامیِ دینِ مبیں!
ناصرِ شرعِ متین و تکیہ گاہ اتقیاؒ

در صفا صدّیقؓ شان و در وفا فاروقؓ رنگ
در غنا عثماںؓ نشان و در قضا چوں مرتضیٰ

زینتِ علم و عمل، زیبِ سلف، فخرِ خلف
عزِّ اربابِ صلاحؒ و نازشِ اہلِ صفاؒ

حافظِ ناموسِ محبوبؐ خدائے ذوالجلال!
داعیِ نورانیت، نورانیاں را پیشوا!

عاشقانِ مشربِ تو، صادقینؒ و واصلینؒ
اولیائے مسلکِ تو اولیاؒ و اصفیا

حلم داری چوں زمین و فیض بخشی ہمچو بحر
در ضیا پاشی بر اُوجِ فقر، چوں مہرِ سما

لوزِ لب جوشِ عقیدت مدح سر کردم عزیزؔ؟
بشنوم گلبانگ احسنت از خلا و ازملا

(بشکریہ، ڈاکٹر منصور احمد)